

مولانا محمد الیاس گھمن

ماہنامہ بناتِ اہلسنت

شمارہ 7

جولائی 2014ء

جلد نمبر 5

امضان

اور ہمارے ٹی وی چینلز

نقوشِ بندگی
کی تازگی

بلکتی ماں



آزادی نسواں
یا
بربادی نسواں؟

قرآن و سنت کی نشر و اشاعت کا عالمی ادارہ

زیر پرستی

مولانا محمد الیاس گھمن
امیر عالمی اتحاد اہل سنت و الجماعت

مرکز اہل السنّت والجماعت میں
ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة کے ساتھ
شعبہ کتب (درس نظامی) کا
باقاعدہ اجراء

متوسطہ اول

متوسطہ دوم

متوسطہ سوم

اولی

ثانویہ عامہ

داخلہ

درجہ

10 تا 15 سوال

برائے رابطہ

www.ahnafmedia.com

03467357394 || 03008172087 || 03464802159

مرکز اصلاح النساء سرگودھا کا ترجمان

بنات اہلسنت

شمارہ 7

جولائی 2014ء

جلد نمبر 5

معاون مدیر

مولانا محمد کلیم اللہ
نگران شعبہ رسائل و جرائد

مدیر

مولانا محمد الیاس گھمن

آنکھی بولڈرز مہر لگائیں اور ہر دینے والے اپنا نام لکھیں!

بیرون ممالک

امریکہ، اسٹریلیا، جنوبی افریقہ اور یورپی ممالک
35 ڈالر سالانہ

سعودیہ، انڈیا، متحدہ عرب امارات اور عرب ممالک
25 ڈالر سالانہ

ایران، بنگلہ دیش 20 ڈالر سالانہ

• آپ یہ شمارہ آن لائن پڑھ اور ڈاؤن لوڈ

بھی کر سکتے ہیں



www.ahnafmedia.com

سرکولیشن منیجر

0332-6311808

Contact Us

قیمت فی شمارہ 20 روپے علاوہ ڈاک خرچ

300 روپے سالانہ زر تعاون

www.ahnafmedia.com

zarbakaleem313@gmail.com

مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

فہرست

5..... صبر اور ہمت !!

اداریہ

6..... رمضان اور ہمارے ٹی وی چینلز

نجیم شاہ

10..... نقوشِ بندگی کی تازگی

بنت مولانا عبد المجید

13..... مہمانوں کی آمد

حافظ سید اللہ طاہر

18..... ہمسائیوں کا خیال رکھیں

محمد مصطفیٰ احمد

21..... ہلکتی ماں...!!!

مفتی محمد معادیہ اسماعیل

29..... آزادی نسواں یا بربادی نسواں؟؟

بنت عبدالک

31..... **الْحَبَابُ الْحَبَابُ..... قَبْلَ الْعَذَابِ**

اہلیہ محمد واصل انور

33..... خاتمہ بالخیر

مولانا شیر حمید

36..... ان سے شادی نہ کریں !!

معظمہ کنول

درس قرآن

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا كُتِبَ عَلَيْكُمُ الصِّيَامُ كَمَا كُتِبَ عَلَى الَّذِينَ مِن قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ۝

(سورة البقرة، 2: 183)

ترجمہ: ”اے ایمان والو! تم پر اسی طرح روزے فرض کیے گئے ہیں جیسے تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تھے تاکہ تم متقی بن جاؤ“

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے روزہ کی فضیلت بیان کرتے ہوئے فرمایا: مَنْ صَامَ رَمَضَانَ إِيمَانًا وَاحْتِسَابًا غُفِرَ لَهُ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهِ۔

(صحیح بخاری)

”جس نے بحالتِ ایمان ثواب کی نیت سے رمضان کے روزے رکھے اس کے سابقہ گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔“

ایک دوسری حدیث میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: الصَّوْمُ جُنَّةٌ مِنَ النَّارِ كَجُنَّةِ أَحَدِكُمْ مِنَ الْقِتَالِ۔ (سنن نسائی)

”روزہ جہنم کی آگ سے ڈھال ہے جیسے تم میں سے کسی شخص کے پاس لڑائی کی ڈھال ہو۔“

رمضان المبارک اور روزے کی فضیلت پر آیات مبارکہ اور کئی احادیث شریفہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں رمضان المبارک، روزے، تراویح، اعتکاف، تلاوت قرآن اور نیک اعمال کی توفیق بخشے۔ آمین یا رب العالمین۔

درسِ حدیث

رمضان المبارک کے بابرکت مہینے میں رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی صدقہ و خیرات سال کے دیگر مہینوں کے مقابلے میں کئی درجہ بڑھ جاتی۔ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

”رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم تمام لوگوں میں سب سے زیادہ خیر تھے، لیکن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا جذبہ سخاوت اس وقت اور بڑھ جاتا جب رمضان المبارک کا مہینہ آتا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے حضرت جبریل امین ملاقات کرتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ قرآن مجید کا دور کرتے، جس وقت حضرت جبریل امین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے ملتے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم چلنے والی ہواؤں سے کہیں زیادہ سخی ہو جاتے۔“ (متفق علیہ)

اس لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے والے اور آپ کو آخری نبی تسلیم کرنے والوں کے لیے ضروری ہے کہ اس ماہ مبارک میں تقویٰ کے حصول کے لیے رمضان المبارک کے اعمال بھی کریں اور صدقہ خیرات بھی دل کھول کر دیں، صاحب نصاب لوگ زکوٰۃ کی ادائیگی بھی کریں اور دوسروں کو سحری و افطاری کرانے کا بھی خوب خوب بندوبست کریں۔ چھوٹی چھوٹی باتوں سے روزہ کو ضائع ہونے سے بچائیں۔ بھوک پیاس کے بہانے کہیں آپ کو بہت بڑے اجر سے محروم نہ کر دیں۔

چونکہ موسم گرما میں رمضان المبارک کی آمد ہے اس لیے روزہ کی خشکی، پیاس اور تھکاوٹ کی وجہ سے عفو و درگزر سے کام لیں۔ سحری و افطاری، تلاوت، ذکر اذکار، روزہ، تراویح، اعتکاف میں خوب ہمت سے کام لیں۔ اللہ ہمیں رمضان المبارک کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

صبر اور ہمت !!

اداریہ

لیجیے! ایک بار پھر اللہ تعالیٰ نے رمضان کی برکتوں، رحمتوں اور بخششوں والی گھڑیاں ہمیں نصیب فرمائیں۔ بہت سے ہمارے اعزہ و اقارب پچھلے سال سحور و افطار، تراویح و عبادات، تلاوت و اعتکاف اور عید کی خوشیوں میں شامل تھے جو اب نہیں رہے۔ اللہ تعالیٰ ان کی کامل مغفرت فرمائے۔

رمضان المبارک کو اللہ تعالیٰ نے باقی مہینوں پر فضیلت بخشی ہے، اس میں برکتیں، رحمتیں اور بخششیں موسلا دھار برستی ہیں، خدا کریم کی کا خاص کرم ہے کہ وہ ان بابرکت ایام میں شیاطین کو قید کر دیتا ہے تاکہ میری مخلوق یکسوئی اور خوش دلی سے عبادات کر سکے۔ ایک ایک نیکی کا اجر کئی گنا بڑھا دیا جاتا ہے، بہت خوش نصیب ہیں وہ لوگ جو اپنی زندگی کے ایک ایک دن کو اور بالخصوص ماہ مبارک کے بابرکت ایام کو قیمتی بناتے ہوئے اللہ کے رضا اس کا قرب اور معرفت کے حصول میں گزارتے ہیں۔

ہمارے وطن عزیز پاکستان میں خوب گرمیاں ہیں پھر بجلی کی لوڈ شیڈنگ مہنگائی اور ہماری عدم برداشت سب مل کر کہیں ہم سے روزے کے حقیقی مقصد کو نہ فوت ہو جائے۔ کیونکہ روزہ محض سارا دن بھوکے پیاسے رہنے کا نام نہیں ہے بلکہ روزہ جسم کے ایک ایک اعضا اللہ تعالیٰ کے حکم اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کا پابند ہونا چاہیے۔ اس لیے نہایت تخل اور بردباری سے ان ایام کو اللہ کی عبادت میں گزارنا چاہیے۔ اللہ ہم سب کا حامی و ناصر ہو۔

محتاج دعا

مرسیاس کھن

رمضان اور ہمارے ٹی وی چینلز

نجیم شاہ

رمضان المبارک میں ٹیلی ویژن پر دینی پروگراموں کے حوالے سے ملک کے ایک موقر قومی روزنامہ میں ایک تکلیف دہ رپورٹ شائع ہوئی ہے کہ مختلف نجی ٹی وی چینلز پر ”ریٹنگ“ بڑھانے کے چکر میں علماء کی جگہ گلوکاروں، اداکاروں، فنکاروں اور کامیڈین نے لے رکھی ہے جو دین سے مکمل لاعلمی کے باوجود ٹی وی چینلوں پر عالم بن کر گفتگو فرما رہے ہیں۔

جب سے پاکستان میں پرائیویٹ ٹی وی چینل وجود میں آئے ہیں خود ساختہ علماء اور دانشوروں کی ایک نئی کھیپ مارکیٹ میں آگئی ہے جن کا دین اور دانش سے اتنا ہی واسطہ ہے جتنا گدھے اور کتابوں کا۔ وہ حقیقی اور جید علماء جنہوں نے اپنی زندگیاں دینی علوم کے حصول کیلئے وقف کر ڈالیں ان کا کوئی نام تک نہیں لیتا اور وہ دانشور جنہوں نے علم و حکمت کے موتی سمیٹے ان کو کوئی گھاس تک نہیں ڈالتا۔

یہ میڈیائی خود ساختہ علماء راتوں رات کلف لگی شیر وانی سے سلائی کر کے اور ایک عدد چشمہ لگا کر تیار کیے جاتے ہیں اور اگلے روز کتابوں بھری الماریوں کے ساتھ سکرین پر پیش کر دیئے جاتے ہیں۔ جہاں سیدھے سادھے عوام کے ایمانوں کی سرجری شروع کر دی جاتی ہے۔

ایسی پریشان کن صورت حال سے بے چین ہو کر دین کا درد رکھنے والا ہر مسلمان یہ تقاضا کرتا ہے کہ حقیقی اور جید علمائے کرام ٹی وی پروگراموں میں آکر اسلام کے خلاف اٹھنے والے ہر فتنہ کا نہ صرف ڈٹ کر مقابلہ کریں بلکہ عوام کو اصل حقائق سے بھی آگاہ کریں مگر افسوس کہ بد قسمتی سے دین اسلام کے محافظ علمائے کرام

اب تک سوچوں میں گم ہیں۔

علمائے کرام کا ایک طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ تصویر بنانا اور بنوانا دونوں حرام ہیں۔ چوں کہ ٹی وی میں تصویر ہوتی ہے اس لیے ٹی وی پروگرام کرنا اور دیکھنا دونوں ناجائز ہیں۔ دوسرا طبقہ جو تصویر بنانے اور بنوانے کو ناجائز نہیں سمجھتا مگر اسلام مخالف حساس اور سنگین معاملات سے خود کو قدرے درر ضرور رکھتا ہے۔

جبکہ علماء کا تیسرا طبقہ یہ سمجھتا ہے کہ اسلام مخالف پروپیگنڈے جیسے نازک حالات میں اپنے موقف کی صحیح وضاحت اور پروپیگنڈے کے خاتمے کیلئے ٹی وی پر اضطراری طور پر بدرجہ مجبوری آیا جاسکتا ہے۔

ایسے علماء میں سے کچھ ذاتی حیثیت میں ٹی وی جلوہ افروز ضرور ہوتے ہیں مگر اکثریتی علمائے حق کی اس دوری کا فائدہ اٹھاتے ہوئے ٹی وی چینلوں کے ذریعے کئی ایسے خود ساختہ عالم دین اور مذہبی اسکار متعارف ہو چکے ہیں جو اپنی اور اسلام دشمن قوتوں کی مرضی کے ”رنگین اسلام“ کو فروغ دینے کے لیے کوشاں رہتے ہیں۔

ٹی وی چینلوں پر ایسے خود ساختہ مذہبی اسکارلز اور جاہل ماڈرن مولویوں کے ذریعے اخلاقیات، سماجی تعلقات، روشن خیالی، ذہنی کشادگی اور سوچ پر کاری ضرب لگائی جا رہی ہے۔

بہت سی این جی اوز اور شخصیات جو حدود آرڈیننس اور توہین رسالت جیسے قوانین کے خاتمے کیلئے سرگرم رہتی ہیں وہ بھی ان قوانین سے منسلک حساس معاملات پر ایسے ہی جاہل خود ساختہ مذہبی اسکارلز کی رائے کو اپنے حق میں استعمال کرتی ہیں۔

ان خود ساختہ علماء کی دیکھا دیکھی پچھلے کچھ سالوں سے ایسی خواتین بھی رمضان المبارک کے اسلامی پروگرام کرنے لگی ہیں جو پارٹ ٹائم ڈانس کلبوں کی زینت بنی رہتی ہیں۔

اسلامی پروگرام ان عریاں اداکاراؤں کے حوالے کرنے پر پاکستان میں خاصا رد عمل دیکھا جا رہا ہے مگر ٹی وی چینلز کو کنٹرول کرنے والا سرکاری ادارہ پیہمرا خاموش تماشائی کا کردار ادا کر رہا ہے۔

ٹی وی پر بحث و مباحثہ کے پروگراموں میں جو تماشالگتا ہے اس تماشگاہ میں بقول سینئر کالم نگار اور یا مقبول جان ”تمسخر اور تضحیک کا نشانہ بنانے کے لیے سادہ لوح علماء کو بلایا جاتا ہے پھر ان کے منہ میں ایسے فقرے ڈالنے کی کوشش کی جاتی ہے جن میں ان تمام ظالمانہ اور جاہلانہ رسوم کو اسلام اور مولوی کے کھاتے میں ڈال کر بدنامی کی مہر لگادی جاتی ہے۔“

کچھ عرصہ قبل ایک مقبول ٹی وی چینل پر نشر ہونے والے مذہبی پروگرام میں قبول اسلام کا جاہلانہ ڈرامہ رچایا گیا۔ پروگرام کے میزبان برائے راست ٹیلیفون کال پر ایک غیر مسلم خاتون کو مسلمان کر رہے تھے۔

کمال بات یہ ہے کہ موصوف اس بات سے بھی ناواقف نکلے کہ غیر مسلم کو کون سا کلمہ پڑھا کر مسلمان کیا جاتا ہے، جبکہ جو معروف کلمہ پڑھایا گیا وہ جناب موصوف تو خود بھی صحیح طرح سے نہیں پڑھ سکتے تھے اور اس کلمہ کا جو ترجمہ فرما رہے تھے وہ بھی اپنی جگہ ایک شاہکار ہے کہ جو نہ کسی نے آج تک کیا نہ کسی نے سنا ہو گا۔ جس خاتون کو وہ مسلمان کرنے کی ”سعادت“ حاصل کر رہے تھے وہ زیادہ بہتر طریقے سے کلمہ پڑھ رہی تھی۔

اسی طرح ایک اور لائیو ٹیلی ویژن شو میں ایک ہندو نوجوان کو اسلام قبول کرتے دکھایا گیا۔ جیسے ہی ہندو نوجوان نے امام کے ذریعہ اسلام قبول کیا تو اس پر نہ صرف بھرپور خوشیاں منائی گئیں بلکہ جس انداز سے مبارکباد کے پیغام آنے شروع ہوئے اُس سے یہی تاثر ابھرتا تھا کہ پاکستان میں کسی بھی مذہب کو وہ حیثیت حاصل

نہیں جو کہ اسلام کو حاصل ہے۔ ایسی صورت حال سے فائدہ وہ این جی اوز اور شخصیات اٹھاتی ہیں جو اقلیتی حقوق کے نام پر واویلا کر کے حدود آرڈیننس اور توہین رسالت جیسے قوانین کے خاتمے کے لیے سرگرم ہیں۔

”پروٹوکولز“ ایک ایسی مقبول عام دستاویز ہے جسے دنیا بھر سے منتخب کی گئی یہودی داناؤں کی ایک پوری جماعت نے صدی پہلے تحریر کیا۔ اس کتاب کے بارہویں باب میں میڈیا کو کنٹرول کرنے اور اس کے ذریعے برین واشنگ اور ذہنی دھلائی کر کے اپنے حق میں رائے عامہ ہموار کرنے کا پلان بھی شامل ہے بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ یہودی اس میں کافی حد تک کامیاب بھی ہو چکے ہیں۔

ایک رپورٹ کے مطابق پاکستان کے مقبول ٹی وی چینلز امریکی پروگرام برائے میڈیا سے مالی تعاون حاصل کرتے ہیں جبکہ تیکنیکی تعاون وہ برطانوی نشریاتی ادارے بی بی سی سے حاصل کرتے رہے ہیں۔

گزشتہ چند برس سے امریکا اور برطانوی نشریاتی ادارے کی جانب سے یہ دباؤ ڈالا جا رہا تھا کہ پاکستانی ٹی وی چینلز پر پیش کیے جانے والے اسلامی پروگرامز سے شدت پسندی پھیل رہی ہے لہذا انہیں بند کیا جائے۔

اسی دباؤ کے بعد فیصلہ کیا گیا کہ اسلامی پروگرامز تو بند نہ کیے جائیں البتہ ان کی میزبانی خود ساختہ علماء، اداکاروں اور کھلاڑیوں کے سپرد کر دی جائے تاکہ ان پروگرامز سے معاشرے میں اسلام پسندی بھی نہ پھیلے اور ٹی وی چینلز کا کاروبار بھی چلتا رہے۔ جو میڈیا بوائس ایڈ کے پے رول پر چل رہا ہو یا پھر اس کے کچھ پروگرام بیرونی فنڈنگ اور ایجنڈے پر عمل پیرا ہوں، اس سے یہ ہرگز توقع نہیں کی جاسکتی کہ وہ اسلام اور پاکستان کا صحیح تشخص اُجاگر کرنے میں مدد و معاون ثابت ہو گا۔ اس لیے رمضان المبارک کی بابرکت ساعتیں ضائع ہونے سے بچائیں۔

نقوشِ بندگی کی تازگی

بنت مولانا عبد المجید قدس سرہ

شعبان کا آخری دن تھا، قدسی صفات انسانوں کا مجمع تھا، نور کی بارش تھی، طلب سے چھلکنے والے دل تھے سراپا اشتیاق آنکھیں تھیں، سننے کے لئے بے تاب کان اور نبوت کی شیریں زبان!!!! بول مختصر مگر پر اثر۔۔۔ الفاظ سادہ مگر معانی سے لبریز،،، منبع فصاحت و بلاغت بر جستگی و شستگی سے فرما رہے تھے۔

لوگو!!! اک ماہِ عظیم و بابرکت تم پر سایہ فگن ہو رہا ہے اس میں ایک ایسی رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

آقا فرما رہے ہیں: یہ صبر کا مہینہ ہے، جس میں اللہ نے روزے فرض کئے ہیں اور رات کے قیام کا حکم دیا ہے۔

مزید فرمایا: جو اس ماہ میں روزہ دار کو افطار کرائے گا اس کے گناہ معاف کر دئے جائیں گے۔ اس کی گردن دوزخ سے آزاد کر دی جائے گی اور روزہ دار کے اجر میں کمی کئے بغیر اسے روزہ کے برابر اجر سے نوازا جائے گا۔

یہ فرمان کیا کم لائقِ زرتھے کہ آقا مزید فرما رہے ہیں؛ کہ میرے غریب صحابہ و امتیو!!! یہ ثواب تو رب العالمین اس شخص کو بھی عطا کرے گا جو دودھ یا پانی کے گھونٹ یا کھجور سے افطار کروائے گا۔

کیونکہ رب العالمین کے دربار میں کمیت اور مقدار نہیں، کیفیت اور معیار دیکھا جاتا ہے۔

لہذا اہل ایمان کو مبارک ہو کہ وہ ماہِ مقدس پھر سے جلوہ فگن ہے جس میں روحانیت کی فضا عام ہوتی ہے۔ بندگی و طاعت کی طرف دامن دل خود کھینچتا ہے۔

تراویح کے خوبصورت مناظر ہوتے ہیں اور قبولیت کی گھڑیاں منتظر رہتی ہیں۔ مغفرت کے پروانے اور مرادوں کے لمحے تاک میں رہتے ہیں لیکن افسوس کے غفلت کے اندھیروں سے پھر بھی کچھ لوگ نکلنے نہیں پاتے۔

اجتماعی زندگی کا تو اب قصہ ہی کیا چھیڑنا۔۔۔ اس سے کئی گنا تو انفرادی زندگی زخم خوردہ اور پارہ پارہ ہے جس میں بابرکت ساعتیں بڑی آسانی سے نذر غفلت ہو جاتی ہیں یہ بھی دھیان نہیں رہتا کہ لیلۃ القدر جیسی عظیم رات بسترِ استراحت پر یا شوقِ سیاحت میں سر بازار گزر رہی ہے۔

خواتین اسلام کی رب سے راز و نیاز کی ساعتیں سحر و افطار کے لوازمات میں صرف ہو جاتی ہیں اور اس میں اس قدر لغو ہے کہ تھکن کے باعث پھر مانگنے، طلب کرنے لجانے اور تڑپنے کے اوقات میں بس وہی ایک رسمی اور فرضی سی عبادت ہی ہو پاتی ہے جو مزاج میں پہلے ہی سے رچی ہو، حالانکہ یہ وہ دن ہیں جس کی ہر ساعت ساعتِ دعا اور ہر وقت وقتِ التجا ہے

انہی کو وہ ملتے ہیں جن کو طلب ہیں

وہی ڈھونڈتے ہیں جو ہیں پانے والے

یوں تو ہم میں سے ہر ایک کو اپنی زندگی کے نشیب و کھٹنائیوں کا المیہ رونا آتا ہے، درد کے قصے تو ہزار ہیں لیکن وائے رے نادانی!!! کہ دوائے درد سے نظریں چرائیں۔

ان لمحوں سے غافل رہے جب رب العالمین کی آواز عالمِ فنا میں گونج رہی ہوتی ہے۔

ہے کوئی گناہ گار جو مجھ سے مغفرت طلب کرے اور میں اس کی مغفرت

کر دوں؟؟

ہے کوئی رزق کا طلب گار جو میرے سامنے دامن پھیلائے اور میں اس کے دامن کو
بھردوں؟؟؟

ہے کوئی جس کی سرکشی نے نقوشِ بندگی دھندلے کر دئے ہوں اور وہ
آنسوؤں کے چند قطرے بہا کر انہیں اجلا اور روشن کر دے؟؟؟
پھر تو یقیناً وہ کوئی تہی دامنِ عقل ہی ہو گا جو امیدِ نو کے تابناک لمحے
گنوا دے۔ اب پھر سے مہلت ہے اپنی حیاتِ مستعار سے انصاف و اعتدال کا معاملہ
کیجئے۔۔

نامعلوم کتنے ہیں،، شاید ہزاروں یا لاکھوں!!! جن کی گردنیں نیکیوں کے اس
موسم بہار میں دوزخ سے آزاد کر دی جائیں گی،، کیا ٹھکانہ ہو گا خوش نصیبی کا اگر ہمارا نام
بھی اس فہرست میں آجائے۔
تو آئیے!!!

بہت شکم خوری ہوئی صرف ایک ماہ خورد و نوش کی بے اعتدالیوں پر بندش
لگا کر دیکھیں۔۔

چولہے کی آگ کے سامنے ذرا نارِ جہنم کا تصور کر کے دیکھیں
بہت عیشِ کوشی و نیند شہی ہوئی، اب کچھ شبِ عبادت کی لذت حاصل کر کے دیکھیں۔
بلاشبہ یہ مہینہ نقوشِ بندگی کی تازگی اور تجدیدِ عہد کا مہینہ ہے اور رب کی
شفقت کسی کو مایوس و محروم نہیں چھوڑتی بس اس کے حضور ایک بار ہاتھ پھیلا کر مانگنا
آجائے کہ

درد ہا دادی در مانی ہنوز

(تو نے درد دیا ہے تو اب دوا بھی دے دے)

مہمانوں کی آمد

حافظ سمیع اللہ طاہر

عبداللہ کی امی معمول کے مطابق صبح سویرے جلدی بیدار ہو گئیں، سب سے پہلا کام یہ کیا کہ پپ کا بٹن آن کر دیا سوچا کہ پانی والی ٹینکی بھر جائے ساتھ ہی عبداللہ کی آنکھ کھل گئی۔

امی جان! کیا بات ہے؟ عبداللہ بولا آج آپ اتنی جلدی بیدار کیوں ہو گئیں؟ کیا امی نماز کا وقت ہو گیا؟

نہیں بیٹا! ابھی دو گھنٹے پڑے ہوئے یہ سنتے ہی وہ سو گیا۔ امی نے بھائی اور ہمیشہ کو جگایا اٹھو نماز تہجد ادا کرو، اتنے میں پانی کی ٹینکی بھر چکی تھی۔ جس کی وجہ سے چند قطرات پانی کے عبداللہ کے چہرے پر آگے۔ ساتھ ہی اس کی آنکھ کھل گئی۔

امی؛ اسد اللہ اور ثوبیہ کو کہہ رہی تھیں، بیٹا! جلدی کرو نماز پڑھو مہمان آ رہے ہیں۔ عبداللہ کے کانوں میں یہ آواز پڑنے کی دیر تھی کہ وہ اسد اللہ اور ثوبیہ کو بیدار ہو تانہ دیکھتے ہوئے مسجد کی طرف چل دیا وہاں جا کر اس نے تہجد کی نماز ادا کی اور ذکر اللہ کیا۔

پھر فجر کی اذان دی نماز فجر ادا کی اور قرآن پاک کی تلاوت کی۔ اتنے میں سورج اپنی کرنیں بکھیرتا ہوا افق پر آن ابھر وہ مسجد سے گھر کی طرف لوٹا ابھی گھر میں داخل ہی ہوا تھا کہ اس کا منہ کھلے کا کھلا ہی رہ گیا۔ گھر کا سارا سامان الٹ پلٹ دیکھ کر وہ حیران ہو کر سر پر ہاتھ رکھ کر بیٹھ گیا۔

وہ یہ سوچ رہا تھا کہ گھر میں ضرور ڈاکو داخل ہوئے ہوں گے، جنہوں نے لوٹ مار کے بعد سامان کا یہ حال کر ڈالا۔

یہ سوچ ہی رہا تھا کہ امی جان سر پر آکھڑی ہوئیں مجھے پریشان دیکھ کر وہ بولیں بیٹا کیا ہوا؟ عبد اللہ نے آنکھوں سے سامان کی طرف اشارہ کر دیا، امی نے کہا بیٹا گھر میں مہمان آرہے ہیں اس لیے گھر کی صفائی کا کام شروع ہے اور سامان سارا اس لیے بکھرا پڑا ہے۔

امی بار بار ثوبیہ کو کہہ رہی تھیں، بیٹا! جلدی کرو کہیں لائٹ نہ چلی جائے۔ مہمانوں کی آمد سے پہلے گھر کی صفائی ستھرائی کا کام مکمل کر لیا جائے۔

یہ بات سن کر عبد اللہ حیرت سے بولا: امی جان! کیا حکومت والوں کو معلوم نہیں کہ ہمارے گھر مہمان آرہے ہیں، وہ ہوش کے ناخن لیں کچھ دن لائٹ بند نہ کریں جب تک مہمان ہمارے گھر میں ہیں، اسد اللہ بولا۔

امی بولیں: بیٹا! کیا بتاؤں بس ہماری حکومت اتنی اچھی کہاں وہ ہمارے مہمانوں کا خیال رکھ سکے؟ ثوبیہ گرم لہجے میں بولی کیا وہ ہم پر رحم نہیں کرتے ہر وقت ہم پر ظلم و ستم کرتے رہتے ہیں۔ امی! آخر ہماری حکمرانوں کو کیا مسئلہ ہے کہ وہ ہمیں چین سے نماز بھی پڑھنے نہیں دیتی؟ اسد اللہ بولا کتنا عرصہ گزر چکا ہے کہ ہم اذان کی آواز کو ترس رہے ہیں۔ جب بھی نماز کا وقت ہوتا ہے تو لائٹ بند ہو جاتی ہے۔ آخر کیا وجہ ہے؟ امی بولیں: بیٹا! حکومت کہتی ہے ہمارے پاس پانی کی کمی ہے۔ ساتھ ہی کھڑی ثوبیہ نے برجستہ جواب دیا: امی! جب ہم لوگ اپنی ٹیچرز کے ساتھ گرمیوں کی چھٹیوں میں کاغان، ناران کی سیر کے لئے جب گئے تھے تو ہمارا جی چاہا ہم جھیل سیف الملوک کا بھی دیدار کر لیں کیونکہ اس کے بہت ترانے سنے تھے۔ جب ہم جھیل پر پہنچے تو وہ واقعی خوبصورت ہونے کے ساتھ ساتھ حسین مناظر بھی پیش کر رہی تھی اور زبان حال سے کہہ رہی تھی: سیاحو! میرا یہ پیغام حکومت کو پہنچا دینا اگر پانی کی ضرورت ہو تو میں پورے پاکستان کو پانی مہیا کر سکتی ہوں پھر کیوں پانی کم ہو گیا؟

دوسرے دن ابو جی نے عبد اللہ کو کہا: بیٹا! کل صبح سویرے نماز وغیرہ سے فارغ ہو کر سیدھا سبزی منڈی جائیں گے تاکہ مہمانوں کے لیے سامان خرید لائیں۔ جب وہ منڈی میں پہنچے تو بے پناہ رش دیکھنے کو ملا۔ عبد اللہ نے حیرت زدہ لہجے میں کہا: ابو جی! یہاں کوئی بم دھماکہ تو نہیں ہوا؟ ابو نے نہیں میں جواب دیا۔

لوگ اپنے اپنے مہمانوں کے لیے اشیاء خورد و نوش خرید رہے تھے ابو نے بھی کافی سارا سامان جمع کر لیا تھا۔ وہ سامان لے کر واپس لوٹے تو ایک دکان پر کافی شور غل تھا وہ بھی وہاں کھڑے ہو گئے۔ ساتھ ہی ایک آدمی نے اپنی بغل سے پستول نکال کر دوکان دار کو گولی مار کر موت کے گھاٹ اتار دیا۔ معلومات سے پتہ چلا کہ فلاں محلہ کا بڑا آدمی سیٹھ ہے جو چند روپوں کی خاطر دکان دار کو ابدی نیند سلا دیا۔

وہ منڈی سے باہر نکلے تو ارد گرد فروٹ کی لگی ہوئی دکانوں پر لوگوں کو بہت چہل پہل تھی وہ توبہ استغفار کا ورد کر رہے تھے۔ عبد اللہ اور اس کے ابو نے سمجھا کوئی بہت بڑا گناہ کر بیٹھے ہیں۔ جس کی وجہ سے وہ توبہ استغفار کر رہے تھے۔

عبد اللہ فوراً ایک آدمی کی طرف بڑھا وہ اس کو دیکھ کر گھبرا گیا۔ عبد اللہ نے اس سے پوچھا یہ لوگ کانوں کو کیوں ہاتھ لگا رہے ہیں؟ اس نے کہا گھر میں مہمان آنے والے ہیں۔ خورد و نوش کی تمام اشیاء آسمانوں سے باتیں کر رہی ہیں اور کہہ رہے تھے یہ ظالموں کا سایہ ہمارے سر سے کب ٹلے گا کہ غریب عوام بھی اپنے مہمانوں کی احسن طریقے سے مہمان نواز کر سکیں۔ وہ حکمرانوں کو بہت کچھ بول رہے تھے۔

عبد اللہ بولا میں ایک کان سے سنتا دوسرے سے نکال دیتا۔ عبد اللہ دل ہی دل میں کہہ رہا تھا یہ ہمارے گناہوں کی شامت ہے اور اللہ کی نافرمانی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقوں کو چھوڑنا جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ شیطان ہمیں فحاشی، عریانی اور زنا کاری کی طرف دھکیل رہا ہے اس لیے آج ہم کو ناکامی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے۔

دوسری طرف اس کے ابو جان بولے: بیٹا! مہمان آرہے ہیں اللہ کے ہاں سر بسجود ہو جانا اپنے گناہوں کی معافی طلب کرنا تاکہ اللہ ہم پر رحم فرمائے۔ تمام معاملات درست ہو جائیں گے۔ اتنے میں ایک گدھا گاڑی والا بھی ان کے پیچھے آپہنچا اتنے میں گھر کی گھنٹی بجی۔ ابو جان ہی باہر آئے ان کے ساتھ پیچھے عبد اللہ بھی آوازیں لگاتا ہوا آپہنچا۔ ابو جان نے ایک لال نوٹ کڑکتا ہو گدھا گاڑی والے آدمی کی بڑھایا۔ یہ کیا بات ہے کہ ابھی تک اس نے سامان نہیں اتارا آپ اس کو پہلے ہی مزدوری دے رہے ہیں عبد اللہ اپنے ابو سے بولا۔ ابو نے کہا: بیٹا! اللہ کے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مزدور کی مزدوری اس کے پسینہ خشک ہونے سے پہلے ادا کی جائے۔ ریڑھی بان گھر پر سارا سامان اتارا اور اس نے سو روپے میں سے بیس روپے واپس کر دیے۔ لیکن ابو نے نہ لئے عبد اللہ گرم لہجے میں بولا ابو جان کرایہ تو اسی (80) روپے طے پایا تھا آپ نے بیس روپے واپس کیوں نہیں لئے؟ ابو نے کہا بیٹا غریب آدمی ہے میں صدقہ سمجھ کر اس کی مدد کی۔ یہ بھی ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔ ساتھ ہی ابو نے پچاس کانوٹ اس کی طرف بڑھا دیا یہ لو میری طرف سے آنے والے مہمانوں کی مہمان نوازی کر لینا اس کے ابو بولے۔

دوسرے دن ابو نے نماز مغرب کے بعد مسجد سے واپسی آتے ہی سب گھر والوں کو جمع کیا اور گول میز کانفرنس شروع کر دی۔ ابو کہنے لگ تم سب کو معلوم ہے کہ ہمارے گھر میں مہمان آرہے ہیں اور آپ سب نے اچھی طرح ان کی خاطر تواضع کرنی ہے۔

ٹٹی دی، گانا بجانا اور تمام ایسے فحاشی کے کاموں سے بچنا ہے دوسروں کو بھی اس سے بچنے کا کہنا ہے۔ خوب اللہ کی عبادت میں ہر وقت لگن رہنا ہے ساتھ ہی کہہ دیا کہ مہمانوں کی آمد سے پہلے آپ کے چاند ماموں آپ کے مہمانوں کی خوش خبری دینے

www.ahnafmedia.com

آمین یا رب العالمین

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

شعبہ جونیئر ڈیپارٹمنٹ

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

بسم الله الرحمن الرحيم

ہمسایوں کا خیال رکھیں

محمد صفتین احمد

عبداللہ بن مبارکؓ کے پڑوسی نے مکان بیچنے کا ارادہ کیا اور قیمت دگنی رکھی۔ لوگوں نے اعتراض کیا کہ مارکیٹ ویلیو سے آپ دگنی قیمت بتلا رہے ہیں تو مالک مکان نے کہا کہ مکان کے ساتھ عبداللہ بن مبارکؓ کا پڑوس بھی تو دے رہا ہوں، ایسا پڑوس آپ کو کہیں نہیں ملے گا، اس لئے قیمت زیادہ ہے۔

پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرنا اسلام کی تعلیم ہے اور انکو تکلیف دینے والا اچھا مسلمان کہلانے کا مستحق نہیں، حدیث شریف میں آتا ہے کہ دو عورتوں کا تذکرہ کیا گیا ایک وہ جو خوب نفلی عبادات کرتی تھی لیکن پڑوسیوں کو تنگ کرتی تھی اور دوسری وہ جو نفلی عبادات زیادہ نہیں کرتی تھی لیکن پڑوسیوں کے ساتھ اس کا رویہ بہت اچھا تھا تو پہلی عورت کو جہنمی اور دوسری کا جنتی قرار دیا گیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ حضرت جبرئیل علیہ السلام پڑوسی کے حقوق کہ متعلق اس قدر تاکید فرماتے کہ ایسا لگتا تھا کہ میراث میں حصہ دار بنادیں گے۔ صحابہ کرامؓ کے زمانے میں اس قدر احتیاط برتی جاتی تھی کہ ایک بار بکرے کا گوشت کسی نے اپنے پڑوسی کا دیا، اس پڑوسی نے اس خیال سے کہ میرا دوسرا پڑوسی ضرورت مند ہو گا اس نے وہاں بھیجوا دیا، دوسرے پڑوسی نے اسی طرح اپنے پڑوسی کے متعلق یہ گمان کیا اس طرح یہ گوشت سات گھروں سے ہو کر دوبارہ پہلے گھر میں آ گیا حالانکہ اس وقت سب ہی ضرورت مند تھے لیکن ہر ایک نے دوسرے کا فوقیت دی۔

عبداللہ بن عمرؓ نے بکرا ذبح کیا تو بار بار تاکید فرماتے کہ میرے یہودی پڑوسی کو سب سے پہلے گوشت پہنچائیں۔

علماء فرماتے ہیں کہ اگر ہمارا پڑوسی اگر اپنا رشتہ دار ہو تو ایسی صورت میں بہت زیادہ احتیاط کرنی چاہیے کیونکہ اس کے تین حق ہو جاتے ہیں رشتہ داری کا حق، مسلمان ہونے کا حق اور پڑوسی ہونے کا حق، انسان کی اچھائی اور برائی کا معیار اس کو قرار دیا گیا کہ پڑوسی اس کے متعلق کیا رائے رکھتے ہیں۔

جس طرح قریبی رشتہ داروں کے حقوق ہیں اس طرح پڑوسیوں کے بھی حقوق ہیں، لیکن رشتہ داروں کے حقوق کا تو کچھ خیال رہتا ہے لیکن پڑوسیوں کو نظر انداز کر دیا جاتا ہے اور اہمیت نہ ہونے کی وجہ سے ایسی حرکتیں ہو جاتیں ہیں جو کہ پڑوسیوں کے لئے اذیت کا باعث بنتی ہیں اس لئے کہا گیا کہ پھل وغیرہ کو کوئی چیز گھر لائیں تو اگر پڑوسیوں کے دینے کا ارادہ نہ ہو تو خفیہ طور پر گھر لائیں اور بچے پھل لے کر باہر نہ نکلیں تاکہ پڑوسی کے بچے دیکھ کر رنجیدہ نہ ہوں، لیکن اب تو باقاعدہ دکھانے کے لئے بچے ہر نیا کھلونالے کر باہر نکلتے ہیں جنہیں دیکھ کر پڑوسی کے بچے اپنے والدین سے ضد کرتے ہیں اور گھروں میں مسائل پیدا ہوتے ہیں۔

صحابہ کرامؓ نے حالت جنگ میں بھی ایسا ایثار کیا کہ پیاسے جان دے دی لیکن پڑوس میں پڑے ہوئے زخمی سے پہلے پانی پینا گوارا نہ کیا، ہماری یہ حالت ہے کہ پڑوسی کا پانی بھی ہم کھینچ لیتے ہیں کہ گھر میں پانی کھینچنے کی ایسی پاور فل مشین لگواتے ہیں کہ جس سے لائن کے پانی لے علاوہ پڑوس کے ٹینک سے پانی بھی کھینچ جاتا ہے، کئی منزلہ عمارت میں رہنے کی صورت میں سب کا پانی پر حق ہوتا ہے لیکن کوشش کی جاتی ہے کہ بڑی سے بڑی ٹینکی ہمارے گھر لگی ہو تاکہ زیادہ سے زیادہ پانی کا ذخیرہ کر سکیں اور یہ احساس تک نہیں ہوتا کہ یہ پڑوسیوں کی حق تلفی کر کے ہم کتنا بڑا جرم کرتے ہیں۔

آج کل گنجان آباد علاقوں میں مکان اس قدر قریب ہوتے ہیں کہ پڑوسیوں کے گھر کا منظر صاف نظر آتا ہے، علماء کرام فرماتے ہیں کہ گھروں میں

جھانکنا گناہ کبیرہ ہے اور یہ گناہ دن رات دھرلے سے ہو رہے ہیں، پڑوسیوں کے معاملے میں اپنی نظروں کی خاص طور پر حفاظت کی ضرورت ہے، ایسے ہی دوسروں کو اس گناہ سے بچانے کی فکر کرنی چاہئے اور گھروں میں ایسا انتظام کیا جائے کہ کوئی ہمارے گھر جھانک نہ سکے اس میں کوتاہی کی وجہ سے مسائل پیدا ہو رہے ہیں اور خاندان کی رسوائی کا سبب بنتے ہیں۔

پڑوسیوں کو تکلیف دینے کی ایک صورت جو کہ عام ہوتی جا رہی ہے کہ شادی بیاہ تقریبات میں رات دیر گئے آتش بازی و فائرنگ کی جاتی ہے کہ پورا محلہ گھبراہٹ میں اٹھ جاتا ہے۔ خوشی کے اظہار کا یہ کونسا طریقہ ہے کہ پڑوسیوں کو اذیت دینے کا وبال سر لے لیا۔ بعض رات گئے دینی پروگرام رکھتے ہیں اس میں لوڈ اسپیکر کا بے دریغ استعمال ہوتا ہے۔ مسجد نبوی ﷺ میں ایک واعظ اتنی بلند آواز سے تقریر کرتے تھے جس سے حضرت عائشہؓ کی عبادت میں خلل پڑتا تھا، حضرت عائشہؓ نے خلیفہ وقت حضرت عمرؓ سے شکایت کر دی اور حضرت عمرؓ نے اس واعظ کو تنبیہ فرمائی۔

ایک طرف تو اس کا خیال رکھنا کہ پڑوسیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے، اپنی ذات سے ان کو تکلیف نہ دے، دوسری طرف یہ بھی پڑوسی کے حق میں شامل ہے کہ اگر پڑوسی کی طرف سے کوئی اذیت پہنچے تو اس کو خندہ پیشانی سے برداشت کرے، ذرا اسی بات پر شکایت نہ کرے۔

عبداللہ بن مبارکؓ کے پڑوسی نے اپنے مکان کی قیمت بڑھادی، اسی طرح پڑوسی سے کیا جانے والا اچھا سلوک روز قیامت میزان عمل کو بھاری کر کے ہماری قیمت بڑھا دے گا۔

اللہ تعالیٰ ہمیں ہمسائیوں کی دیکھ بھال اور ان سے خیر خواہی کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

بلکتی ماں...!!!

مفتی محمد معاویہ اسماعیل، مخدوم پور

شادی کے ایک سال بعد اللہ تعالیٰ نے ان کو چاند جیسے ایک بیٹے سے نوازا، لیکن شوہر کی زندگی نے وفانہ کی اور وہ بیٹے کی پیدائش کے کچھ ہی عرصہ بعد فوت ہو گیا، پیچھے اس کی بیوی اکیلی رہ گئی، عدت گزرنے کے بعد اس نے سوچا کہ اگر میں دوسری شادی کر لوں تو مجھے تو خاوند مل جائے گا مگر میرے بیٹے کی زندگی برباد ہو جائے گی، پتہ نہیں دوسرا خاوند اس کے ساتھ کیا سلوک کرے گا، اس کی پرورش کیسے ہو گی؟ یہ سوچ کر اس نے دوسری شادی کا ارادہ ترک کر دیا، اور تہیہ کر لیا کہ وہ اس بچے کی پرورش اس طریقے سے کرے گی کہ اس کی عزت بھی محفوظ رہے، پھر وہ کچھ سوچ کر اپنے دور کے ایک بہت بڑے اللہ والے جن کو لوگ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے نام سے جانتے تھے، کے حلقہ درس میں شامل ہو گئی، ان کی شاگردی حاصل کر لی، باقاعدہ ان کا درس سنتی اور نیکی پر زندگی گزارتی، ہر کام میں ان سے مشورہ کرتی، اور اسی درس میں اس کو یہ حدیث بھی سننے کو ملی جس کا مفہوم یہ ہے کہ ”جو بیوہ بچوں کی تربیت کی خاطر دوسرا نکاح نہ کرے تو باقی پوری زندگی اس کو غازی بن کر زندگی گزارنے کا ثواب دیا جاتا ہے۔“ (راوہ البخاری) اس لیے کہ وہ اپنے جذبات کو کنٹرول کر کے زندگی گزار رہی ہے، جس سے اس کے اطمینان میں مزید اضافہ ہو گیا۔

آہستہ آہستہ بچہ بڑا ہونے لگا، اس کو دیکھ کر اکثر وہ یہ سوچا کرتی کہ جب میرا بیٹا بڑا ہو جائے گا تو میرا سہارا بنے گا، تھوڑا عرصہ مشقت کا ہے، بیٹے کے جوان ہوتے ہی میری مشقت کم ہو جائے گی، اس طرح وہ اپنے بیٹے کا پورا خیال کرتی، اس کی ہر ضرورت کو پورا کرتی، اس کی ہر خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کرتی، اور اسے باقاعدگی

سے اپنے استاذ حضرت حسن بصری رحمہ اللہ کے درس میں بھی لے جاتی، وقتاً فوقتاً ان سے اپنے لئے اور بچے کیلئے دعا بھی کرواتی۔

بچہ جب کچھ بڑا ہو گیا تو وہ کھیلنے کیلئے گھر سے باہر نکل جاتا، سارا سارا دن گھر سے باہر کھیلتا رہتا، گھر سے باہر اس کی ماں اس کی نگرانی نہ کر سکتی تھی، جب وہ گھر آتا تو کبھی اس کو وہ پیار سے سمجھاتی اور کبھی ڈانٹ بھی دیتی، کہ اتنی دیر گھر سے باہر نہ رہا کرو! لیکن بچہ جیسے جیسے جوان ہوتا گیا اس کی عادتیں بدلنے لگیں، اس کے پاس مال کی تو کمی تھی نہیں اور ادھر سے جوانی تھی، گھر میں تو ماں روکنے ٹوکنے والی تھی مگر گھر سے باہر اس کو کوئی بھی روکنے والا نہیں تھا، اس سے کوئی پوچھنے والا نہیں تھا، کہ تو کہاں جا رہا ہے؟ کن کی صحبت میں بیٹھ رہا ہے؟ کیا کر رہا ہے؟ گھر میں جب ہوتا تو ماں اس کو پیار سے سمجھاتی اب وہ اس پر سختی بھی نہیں کر سکتی تھی، کہ وہ اب بڑا ہو گیا تھا، مگر اس نے ماں کی کوئی بات نہ مانی، اسی وجہ سے وہ بری صحبت میں گرفتار ہو گیا، شباب اور شراب میں مصروف ہو گیا، اس کی اس طرح ابتر ہوتی حالت کو دیکھ کر ماں سے برداشت نہ ہو سکا، اس نے سوچا کہ اس کو اپنے شیخ کے پاس لے جاتی ہوں، ہو سکتا ہے کہ ان کے سمجھانے سے اس کو کچھ عقل آجائے، اور یہ راہ راست پر آجائے، تو وہ اس کو اپنے استاذ و شیخ کے پاس لے گئی، حضرت حسن بصری رحمہ اللہ نے بھی اس کو بہت سمجھایا، اس کو اس کی ماں کا کیلا پن اس کی پرورش میں اس نے جو مشقیں اٹھائی تھیں، سب باتیں تفصیل سے بتائیں کہ شاید کوئی بات اس کی عقل کو لگ جائے، لیکن اس کا تو نیکی کی طرف کوئی دھیان ہی نہ تھا، شیخ کی باتیں وہ بے دھیانی سے سن رہا واپس آ کر بھی وہ اپنی عادتوں سے باز نہ آیا۔

پھر آہستہ آہستہ یہ ہونے لگا کہ وہ رات کو بھی گھر نہ آتا باہر ہی سارا وقت گزار دیتا کبھی کبھی آتا، تو پھر ماں اس کو سمجھاتی اس کی کبھی منت کرتی، کبھی تو وہ

اس کو سمجھاتے سمجھاتے رو بھی پڑتی، اور حضرت کے پاس بھی لے کر آتی، مگر اس کے کان پر جوں تک نہ ریگتی، وہ ہر نصیحت کی بات کو ایک کان سے سن کر دوسرے کان سے نکال دیتا، حتیٰ کہ حضرت کے دل میں یہ بات آئی کہ شاید اب اس کا دل پتھر بن گیا ہے، اس کے دل پر مہر لگ گئی ہے، اب اس کو سمجھانا فضول ہے، اب یہ کوئی بات بھی نہیں سمجھے گا، الا ماشاء اللہ، مگر ماں تو ماں تھی، اس نے ہمت نہ ہاری، وہ اس کو سمجھا سمجھا کر نہ تھکتی، اس کیلئے دعائیں بھی کرتی، اسکے لئے اللہ تعالیٰ کے سامنے گڑا گڑا کر روتی، بچے کی ہدایت کی بھیک مانگتی، وہ اپنے اللہ سے ناامید نہ تھی۔

واقعہ دنیا میں ماں ہی تو ہے جو اپنے اچھے بچوں سے بھی پیار کرتی ہے اور بروں سے بھی، اس کی نظر میں تو اس کے بچے بچے ہوتے ہیں، اولاد اولاد ہوتی ہے، وہ ان کو صرف اس نظر سے دیکھتی ہے کہ یہ میرے بچے ہیں یہ جیسے بھی ہیں، ہیں تو میرے بچے، حتیٰ کہ باپ بھی کبھی کبھی تنگ آ کر کہہ دیتا ہے کہ نکل جاؤ، مجھے کبھی دوبارہ اپنی شکل نہ دکھانا، مگر ماں کبھی نہیں کہتی۔

ماں کے دل میں اللہ تعالیٰ نے محبت رکھی ہے، وہ اپنے بچوں کیلئے مشیت سے بھی بہت زیادہ اٹھاتی ہے، اسی وجہ سے حضور ﷺ سے جب یہ پوچھا کہ ہم پر کس کا حق ہے، تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ تیری ماں کا، پھر پوچھا گیا کہ کس کا حق ہے فرمایا تیری ماں کا، پھر پوچھا گیا کہ کس کا حق ہے؟ فرمایا تیری ماں کا، چوتھی مرتبہ پوچھے جانے پر فرمایا کہ تیرے باپ کا۔

چنانچہ جب کبھی وہ گھر آتا تو ماں اس کو کھانا بنا کر دیتی، اس کیلئے دروازہ کھولتی اور پھر اس کو اس امید سے کہ شاید سمجھ جائے دوبارہ سمجھاتی، کہ میرے بیٹے نیک بن جا! زندگی اچھی کر لے! مگر بیٹا تھا کہ ٹس سے مس نہ ہوا۔

اللہ کی شان کئی سالوں تک برے کاموں میں لگ کر اس نے اپنی صحت کے

ساتھ ساتھ ساری دولت بھی بالکل تباہ کر ڈالی، اس کے جسم میں کئی بیماریاں پیدا ہو گئیں، حتیٰ کہ ڈاکٹروں نے بیماری بھی لاعلاج قرار دے دی، اب اس میں اٹھنے بیٹھنے کی سکت ہی نہ رہی، اور وہ آخر کار بستر پر پڑ گیا، اور اتنا کمزور ہو گیا کہ اس کو آخرت کا سفر سامنے نظر آنے لگا، اس کو یقین ہو گیا کہ اب وہ بستر سے نہیں اٹھ سکے گا، اب اٹھے گا تو اس کا جنازہ ہی اٹھے گا۔

ماں پھر امید لے کر اس کے پاس بیٹھی ہوئی محبت سے سمجھانے لگی، میرے بیٹے اب تک تو نے زندگی کا جو حشر کر لیا ہے وہ تو کر لیا، اب بھی وقت ہے تو معافی مانگ لے، توبہ کر لے، اللہ گناہوں کو معاف کرنے والا ہے، وہ معاف کر دے گا، دیکھ تیرے اس سب کچھ کرنے کے باوجود بھی مجھے تجھ سے محبت ہے کیونکہ میں تیری ماں ہوں، مجھے تجھ سے نفرت نہیں ہو رہی، تو جیسا کیسا بھی ہے میرا توبہ ہے، اسی وجہ سے میں تجھ سے محبت کرتی ہوں، اور اللہ تعالیٰ تو اپنے بندے کے ساتھ ستر ماؤں سے بھی زیادہ محبت کرتے ہیں، تو معافی مانگ لے اللہ تعالیٰ تجھے ضرور معاف کر دیں گے۔

جب ماں نے پھر پیار و محبت سے اس کو سمجھانا شروع کیا تو اس کے دل پر اس کا بہت اثر ہوا، کہنے لگا ماں مجھے بتاؤ میں کیسے توبہ کروں؟ مجھے تو توبہ کرنی ہی نہیں آتی، مجھے طریقہ بتاؤ! میں نے بہت گناہ کیے ہیں، ماں! کیا اللہ تعالیٰ مجھے معاف کر دیں گے؟ ماں نے کہا بیٹا اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کو کبھی ناامید نہیں کرتے، تو ناامید مت ہو، معافی تو مانگ کر دیکھ، اللہ تعالیٰ ضرور معاف کر دیں گے، ماں میں معافی کس طرح مانگوں؟ مجھے تو پتہ نہیں، ماں نے کہا بیٹا حضرت کے پاس چلتے ہیں ان سے دعا کروا رہے ہیں، کہا امی! میں تو چل کر نہیں جاسکتا، میرے جسم میں چلنے کی طاقت تو دور کی بات اٹھ کر بیٹھنے کی ہمت اور سکت بھی نہیں ہے، اور آپ بھی مجھے اٹھا کر حضرت کے پاس نہیں لے جاسکتیں، تو میں کیسے ان تک پہنچوں؟ بلکہ امی آپ ایسا کریں کہ آپ خود حضرت

حسن بصری رحمہ اللہ کے پاس جائیں اور حضرت کو میری یہ حالت بتلائیں، ان کو بلا لائیں، ماں نے کہا ٹھیک ہے بیٹا! میں حضرت کے پاس جاتی ہوں، ماں جب جانے لگی تو بچے نے کہا امی اگر آپ کے آنے تک میں دنیا سے رخصت ہو جاؤں، تو حسن بصری رحمہ اللہ سے کہنا کہ میرے جنازے کی نماز وہی پڑھائیں، ہو سکتا ہے ان کے جنازہ پڑھانے کی برکت سے اللہ تعالیٰ میری بخشش فرمادیں۔

چنانچہ ماں جب حضرت رحمہ اللہ کے پاس گئی تو اسی وقت حضرت کھانے سے فارغ ہوئے تھے اور تھکے ہوئے تھے، درس بھی دینا تھا اس لئے وہ درس سے پہلے تھوڑی دیر کیلئے قیلولہ کیلئے لیٹنا چاہتے تھے، ماں نے دروازہ کھٹکھٹایا، پوچھا گیا کون؟ عرض کیا حضرت میں ہوں آپ کی شاگردہ ہوں، حضرت! میرا بچہ اب آخری حالت میں ہے، لگتا ہے اس کا آخری وقت آ گیا ہے، اب وہ توبہ کرنا چاہتا ہے لہذا آپ ہمارے گھر تشریف لے چلیں، اور میرے بچے کو توبہ کرا دیں، اس کے لئے دعا بھی کر دیں، حضرت نے سوچا کہ اب پھر وہ اس کو دھوکا دے رہا ہے، پھر وہ اس کا وقت ضائع کرے گا اور اپنا بھی، سالوں گزر گئے اب تک کوئی بات اس پر اثر نہ کر سکی، اب کیا کرے گی؟ اس کے پاس جا کر اس کو سمجھانا فضول ہے، لہذا فرمایا کہ بیٹی اس کے پاس جانا وقت ضائع کرنا ہے، اور میں اپنا وقت ضائع نہیں کر سکتا، لہذا میں نہیں آ سکتا، کیونکہ اب بھی توبہ نہیں کرے گا، پہلے بھی ایسا کی مرتبہ کر چکا ہے۔

ماں نے کہا حضرت اس نے تو یہ بھی کہا ہے، کہ اگر میرا انتقال ہو جائے تو میری جنازہ کی نماز حضرت حسن بصری رحمہ اللہ ہی پڑھائیں، مجھے امید ہے کہ وہ اب دل سے شرمندہ ہے وہ واقعتاً توبہ کرنا چاہتا ہے، حضرت رحمہ اللہ نے فرمایا کہ میں اس کے جنازہ کی نماز کیسے پڑھاؤں گا؟ مجھے تو لگتا ہے کہ اس نے تو کبھی نماز ہی نہیں پڑھی، یہ سن کر وہ شاگردہ بھی خاموشی سے اٹھی اور مغموں دل کے ساتھ واپس چل

پڑی، ایک طرف بیٹا ہے دوسری طرف سے حضرت کا انکار، اس کا غم تو دوگنا ہو گیا، وہ بے چاری آنکھوں میں آنسو لئے گھر واپس آئی بچے نے ماں کو زار و قطار روتا ہوا دیکھا تو اس کا دل اور موم ہو گیا کہنے لگا امی آپ کیوں اتنا رو رہی ہیں؟ ماں نے کہا بیٹا ایک تیری حالت یہ ہے اور دوسری طرف حضرت نے تیرے پاس آنے سے انکار کر دیا ہے، تو اتنا برا کیوں ہے کہ وہ تیرے جنازے کی نماز بھی نہیں پڑھانا چاہتے، اب میں کیا کروں؟ مجھ سے تیری یہ حالت دیکھی نہیں جارہی، اور میں حضرت کو بھی کچھ نہیں کہہ سکتی۔

یہ بات اس نوجوان نے سنی تو اس کے دل پر ایک گہری چوٹ لگی اس کے دل کو بہت صدمہ ہوا، اب اس کو احساس ہوا کہ وہ کتنا برا ہے، اس نے خدا کتنی نافرمانی کی، جس کے نتیجے میں اللہ والے میرے پاس آنا تو دور کی بات میرا جنازہ پڑھانے کیلئے بھی تیار نہیں ہیں، کہنے لگا امی آپ پریشان نہ ہونا، یہ کہتے ہی وہ لمبی لمبی سانسیں لینے لگا، امی! امی! امی! امی! امی! امی!... مجھے، مجھے مشکل سے سانسیں آ رہی ہیں، اے اے ایسا نہ ہو کہ میری سانس اکھڑ جائے اور مم میں کچھ کہنے سے پہلے ہی مم مر جاؤں، امی! میری ایک وصیت سن لو! ماں نے روتے ہوئے اس کا سراپنی گود میں رکھ لیا اور بولی بیٹا بتاؤ کیا کہنا چاہتا ہے؟ میں تیری ہر خواہش کو پورا کرنے کی کوشش کروں گی، اللہ تجھے لمبی زندگی دے، کہا امی میں کچھ وصیت کرنا چاہتا ہوں، مجھے لگ رہا ہے کہ میرا وقت آ گیا ہے۔

میری وصیت یہ ہے کہ جب میری جان نکل جائے، میں مر جاؤں تو سب سے پہلے اپنا دوپٹہ میرے گلے میں ڈالنا، میری لاش کو کتے کی طرح گھر کے صحن میں گھسیٹنا، جس طرح مرے ہوئے کتے کی لاش گھسیٹی جاتی ہے، اور اچھی طرح گھسیٹنا..

ماں نے پوچھا بیٹا وہ کیوں؟ کہا امی اس لئے تاکہ دنیا والوں کو پتہ چل جائے

کہ جو اپنے رب کا اور اپنے ماں باپ کا نافرمان ہوتا ہے اس کا انجام یہی ہوتا ہے، وہ دنیا اور آخرت دونوں جہانوں میں ذلیل ہوتا ہے، ہو سکتا ہے میری اس حالت سے کسی کو عبرت حاصل ہو، اور میری طرح کا کوئی دوسرا اس حالت کو پہنچنے سے پہلے ہی توبہ کر لے، امی اسی وجہ سے تو حضرت بصری رحمہ اللہ میرے پاس نہیں آئے، کہ میں بہت برا ہوں، جی امی جی میں واقعتاً بہت برا ہوں، مم میں ہوں بھی اسی قابل کہ دنیا کا ہر بندہ مجھے دھتکار دے۔

امی مجھے قبرستان میں بھی دفن نہ کرنا، امی مجھے اسی صحن میں دفن کر دینا، اسی گھر کے صحن میں دبا دینا، ماں نے کہا بیٹے کیوں؟ کہا ایسا نہ ہو کہ میرے گناہوں کی وجہ سے قبرستان کے دوسرے مردوں کو تکلیف پہنچے، خدا را مجھے عام قبرستان میں دفن نہ کرنا، امی! امی! امی! امی! امی! یی یی یی یی یہ کہتے کہتے اس کی روح اس کے جسم کا ساتھ چھوڑ گئی۔

اس کی گردن ایک طرف ڈھلک گئی، اس کا جسم بے جان ہو گیا، وہ مر چکا تھا، اور ادھر اس کی مرتے وقت کی کی ہوئی یہ باتیں اللہ تعالیٰ کو بہت زیادہ پسند آگئیں تھیں، ماں ابھی روتے ہوئے اس کی آنکھیں بند کر رہی تھی کہ باہر سے دروازہ کھٹکھٹایا گیا، ماں نے اندر سے پوچھا کون؟ جواب آیا حسن بصری! ماں جلدی سے باہر کی طرف لپکی اور پردے کے پیچھے سے پوچھا حضرت آپ کیسے؟

یہ کہتے ہی اس سے برداشت نہ ہو سکا اور وہ رونے لگی، حضرت! حضرت! میرا بیٹا چلا گیا، میرا لخت جگر آپ کی انتظار کرتا ہوا اس جہاں کو چھوڑ گیا، اب وہ کبھی نہیں آئے گا، حضرت اس نے اپنے آخری وقت میں آپ کو بہت یاد کیا تھا، وہ آپ کو بہت ہی یاد کر رہا تھا، وہ واقعتاً توبہ کرنا چاہتا تھا، وہ بہت شرمندہ تھا، ماں روتی جاتی تھی اور کہتی جاتی تھی، حضرت حسن بصری نے یہ حالت دیکھ کر فرمایا بیٹی تم پریشان نہ

ہو، اب بھی میں نے آنے میں دیر نہیں کی، اگر پہلے آتا تو شاید اپنی مرضی سے آتا لیکن اب جو آیا ہوں یہ آیا نہیں بلکہ بھیجا گیا ہوں۔

حضرت! وہ کیسے؟ نوجوان کی ماں نے پوچھا، تو حضرت فرمانے لگے کہ جب میں نے تمہیں جواب دے دیا اور نہ آیا تو اس کے فوراً بعد میں سو گیا، مجھے اسی وقت خواب میں اللہ تعالیٰ کا دیدار نصیب ہوا، پرودگار نے فرمایا کہ حسن بصری تو میرا کیسا ولی ہے؟ میرے ایک ولی کے جنازہ پڑھنے سے انکار کرتا ہے؟

میں سمجھ گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تیرے بیٹے کی توبہ قبول کر لی ہے، لہذا تیرے بچے کی نماز جنازہ پڑھنے کیلئے حسن بصری حاضر ہے، اب اس جنازے میں شرکت کو میں اپنے لئے نجات کا ذریعہ سمجھ کر پڑھاؤں گا، یہ سن کر نوجوان کی ماں نے خدا کا شکر ادا کیا، جس نے اس کی دعاؤں کو قبول کر لیا تھا اور اس کا رونا رائیگاں نہیں ہوا تھا، اور اس کے بیٹے کی آخرت کو سرخرو کر دیا تھا، ادھر حضرت حسن بصری رحمہ اللہ سوچ رہے تھے کہ یہ سب کچھ صرف اور صرف اس نوجوان کی ماں کے رونے تڑپنے بلکنے اور دعاؤں کا اثر ہے۔

یقیناً ماں باپ کا اپنی اولاد کیلئے رونا کبھی رائیگاں نہیں جاتا، خوش نصیب ہیں وہ لوگ جن کو اللہ تعالیٰ نے ایسے ماں باپ دیے ہیں جو صرف ماں باپ ہی نہیں بلکہ ماں باپ ہونے کا حق ادا کرتے ہیں، اپنی اولاد کیلئے ہمیشہ دعائیں کرتے ہیں، اولاد کی طرف سے پہنچنے والی کسی بھی تکلیف کو یہ سمجھ کر معاف کر دیتے ہیں، کہ چلو کوئی بات نہیں بچے ہیں، تکلیف پہنچنے کے باوجود بھی ان کو کبھی بددعا نہیں دیتے۔

اللہ تعالیٰ ہر ایک کے ماں باپ کا سایہ ان کے سروں پر تادیر قائم و دائم رکھے، اور اولادوں کو ماں باپ کی صحیح خدمت کرنے کی توفیق مرحمت فرمائیں۔

آمین ثم آمین بجاہ النبی الامی الکریم۔

آزادی نسواں یا بربادی نسواں؟؟

بنت عبد المالک، اٹک

آج مسلمانوں عورتیں یورپ کی تقلید میں آزادی نسواں کے نام پر بے راہ روی کا شکار ہیں جبکہ یورپ کی عورتیں بے راہ روی اور بے پردگی کا مزہ چکھنے اور اس کے بھیانک نتائج کا مشاہدہ کرنے کے بعد اسلام کی طرف مائل ہیں۔ عورت کی عزت اور حفاظت پر دے ہی میں ہے جبکہ اس کے برعکس بے پردگی میں اس کی ذلت ہے۔

اور یہ آزادی نسواں کا دل فریب نعرہ ایک بہت بڑا دھوکہ ہے اس نعرہ کی آڑ میں ان کی عزتوں سے کھیلا جا رہا ہے اس نعرہ کا سہارا لے کر عورت سے ماں کا مرتبہ اور باپ کا سہارا چھینا جا رہا ہے اور اس دھوکے سے اولاد کو شفقت مادری اور تربیت پدری سے محروم کیا جا رہا ہے اور وہ خاتون جو گھر میں شرافت کا مجسم نمونہ بن کر احترام و توقیر کی علامت تھی جس کی خدمت کے نتیجے میں اسے ماں کی عظمت، بہن کا احترام، بیٹی کا تقدس اور بیوی کی محبت حاصل تھی لیکن اس نعرہ کی بدولت اس کی نسوانیت جیسی متاع بے بہا چھین کر ہولناک شہوانی نگاہوں کا شکار بنا دیا گیا۔ یہ سب استحصالی ٹولے کی کارستانی ہے کہ آج بنت حوا کی شرم و حیا اور عفت و عصمت سر بازار نیلا ہو رہی ہے۔

میں نے دیکھا ہے کہ آزادی نسواں میں الجھ کر اکثر

تم نے اسلاف کی عزت کے کفن بیچے ہیں

نئی تہذیب کی بے روح بہاروں کے عوض

اپنی تہذیب کے شاداب چمن بیچے ہیں

اس مادیت پرست اور نفس پرستی کے دور میں کچھ مرد اور عورتوں نے اپنی

کم فہمی اور کم عقلی کی وجہ سے مسئلہ بنا رکھا ہے کہ نظر بنی (بد نظری) اور عشق مجازی

سے کچھ نہیں ہوتا انسان کا دل پاک ہونا چاہیے کیونکہ اصل پردہ تو دل کا ہوتا ہے۔

پردہ کے احکام کے پہلے مخاطب صحابہ و ازواج مطہرات ہیں ازواج مطہرات کے دلوں کو پاک صاف رکھنے کا تو حق تعالیٰ نے خود ذمہ لیا ہے اور دوسری طرف صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین تھے جن کا مقام و مرتبہ بہت بلند ہے۔ اللہ نے ان کو دنیا میں جنتی ہونے کا اعزاز بخش دیا لیکن ان سب کے باوجود بھی ان کی طہارت قلب اور نفسانی وساوس سے بچنے کے لیے پردہ کا حکم نازل ہوا۔ ان پردہ کی آیات کے نازل ہونے کے بعد تمام صحابیات کا خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی پردہ کرنا ثابت ہے۔

اس طرح ایک صحابیہ ام خلد ایک روز چہرے پر نقاب ڈالے خدمت اقدس میں اپنے بیٹے کے متعلق پوچھنے کے لیے حاضر ہوئیں ان کا بیٹا کسی غزوہ میں شہید ہو گیا تھا تو ان کا یہ حال دیکھ کسی نے کہا تم اپنے بیٹے کا حال دریافت کرنے آئی ہو اور چہرے پر نقاب ڈالے ہو تو اس پر ام خلد نے جواب دیا: اگر میں نے اپنے ہر دل عزیز بیٹے کو کھو دیا تو ہر گز اپنی شرم و حیاء نہ کھوؤں گی۔

اب آج کے دور کا وہ کون سا شخص ہے جو اپنے نفس کو صحابہ کرام کے نفس سے پاک اور اپنی عورتوں کے نفوس کو ازواج مطہرات کے نفوس سے زیادہ پاک ہونے کا دعویٰ کر سکتا ہے؟؟

پردہ ہی پارسائی کا زریں اصول ہے
یہ تو حکم خدا اور حکم رسول ہے

الغرض! دل کا پردہ یا آنکھ کی حیا و انتہائی گمراہ کن اصطلاحات ہیں یہ اصل میں دل کے پردے کی آڑ میں ہر قسم کی بے پردگی، اور ہر طرح کی آزادی کا جواز پیدا کرنا چاہتی ہے۔ سچ تو یہ ہے کہ دل کا پردہ اسلامی پردہ کے خلاف ایک سازش ہے شرعی حجاب سے فرار کا ایک نیا انداز ہے۔ یہ دل کا پردہ نہیں بلکہ دل پر جہالت کا پردہ ہے۔

الْحَبَابُ الْحَبَابُ..... قَبْلَ الْعَذَابِ

اہلیہ محمد واصل انور، کراچی

اللہ تعالیٰ نے انسان کو اشرف المخلوقات بنا کر فطری خوبیوں سے مالا مال کیا ہے ان خوبیوں میں سے ایک خوبی شرم و حیاء ہے، شرم و حیاء اس صفت کو کہتے ہیں جسکی وجہ سے انسان ناپسندیدہ کاموں سے پرہیز کرتا ہے۔

دین اسلام کامل ضابطہ حیات ہے لہذا دین اسلام نے حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا ہے، حیاء کا تقاضا یہ ہے کہ معاشرے سے عریانی اور فحاشی کو ختم کر دیا جائے یہ بات طے شدہ ہے کہ بے پردگی ہی زنا کا سبب بنتی ہے اس لیے دین اسلام نے عورت کو حجاب (پردے) میں رہنے کا حکم دیا ہے۔

مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ نے معارف القرآن میں لکھا ہے کہ پردے سے متعلق قرآن مجید کی سات آیات اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ستر احادیث ہیں کہ حتی الوسع عورت گھر میں ہی رہے اگر کسی ضرورت کے تحت نکلنا پڑے تو اپنے جسم اور زیب و زینت کو چادر، برقعے کے ذریعے غیر محرم سے چھپائے۔

قرآن مجید میں ہے: (وَقَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْأُولَى) ترجمہ: اور اپنے گھروں میں نکلی رہو اور دکھلائی پھرو جیسا کہ جاہلیت کے دور میں دکھلانے کا دستور تھا۔

اس آیت میں عورت کو اپنے گھر میں اپنے کا حکم دیا گیا ہے کہ گھر کی چار دیواری میں رہ کر اپنے فرائض کو اچھی طرح پورا کرے تاہم جتنا عورت گھر میں رہے گی اتنا ہی اللہ تعالیٰ کا قرب پائے گی، حدیث پاک میں ہے کہ (اقرب ماتکون من وجہ رہا وہی فی قبر بیتہا) (ابن خزیمہ، ابن حبان)

ترجمہ: عورت اپنے رب سے سب سے زیادہ اس وقت قریب ہوتی ہے جب وہ اپنے گھر کے درمیان میں چھپی ہو۔

ازواج مطہرات عام حالات میں جب سفر کی حاجت نہ ہوتی تو گھر کی چار دیواری میں رہتی تھیں اور اگر کبھی سفر پیش آ جاتا تو بھی پردے اور خیمے کے اندر رہتی تھیں عجیب بات تو یہ ہے کہ اسلام کے شروع کے زمانے میں جاہلیت اولیٰ بے پردگی کا سبب تھی اور آج کے دور میں جاہلیت آخری بے پردگی کا سبب ہے آجکل کی بعض انگریزی تعلیم یافتہ عورتیں تو پردے کی مخالفت کر کے اپنے پڑھے لکھے جاہل ہونے کا ثبوت پیش کرتی ہیں۔

مثال کے طور پر اگر کسی شخص نے قصاب کی دکان سے چند کلو گوشت خریدنا ہو تو اسے کپڑے یا تھیلے وغیرہ میں چھپا کر گھر لے جاتا ہے ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ وہ گوشت کو تھال میں ڈال کر سر پر رکھے اور راستے میں چلے اسے خطرہ ہوتا ہے کہ چیل، کوئے وغیرہ جھپٹ پڑیں گے اور گوشت کو اڑالے جائیں گے اسی طرح 50 کلو کی نوجوان لڑکی گھر سے بے پردہ حالت میں نکلے تو انسانی بھیڑے اس کے گرد منڈلانا شروع کر دیتے ہیں اور کئی مرتبہ تو پورے کے پورے 50 کلو کو ہی غائب کر دیتے ہیں۔

ایک عورت کی بے پردگی کئی خاندانوں کی عزت خاک میں ملا دیتی ہے، لہذا انسانی غیرت اور ایمانی غیرت کا تقاضا ہے کہ عورت پردے میں حجاب پہن کر نکلے۔ قرآن کریم میں مال اور بیٹے کو دنیا کی زینت کہا گیا ہے بیٹی کو متشنی قرار دیا ہے اس لیے کہ وہ چھپانے کی چیز ہے نمائش کی چیز نہیں ہے، لہذا مسلمان عورت پردے کا خوب اہتمام کرے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان بہنوں، بیٹیوں اور ماؤں کو پردہ کرنے اور

ازواج مطہرات کے نقشے قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

الحجاب الحجاب..... قبل العذاب

خاتمہ بالخیر

مولانا شیر حمید چترالی

سعودی عرب کے رہائشی ایک شخص نے خواب دیکھا کہ ایک شخص اس سے کہہ رہا تھا اس فون نمبر پر رابطہ کرو اور فلاں شخص کو عمرہ کراؤ۔ فون نمبر بڑا واضح تھا۔ نیند سے بیدار ہوا تو اسے خواب اچھی طرح یاد تھا مگر اس نے وہم جانا اور خواب کو نظر انداز کر دیا۔ تین دن مسلسل ایک ہی خواب نظر آنے کے بعد وہ شخص محلے کی مسجد کے امام کے پاس گیا اور اسے بتایا: امام مسجد نے کہا فون نمبر یاد ہے تو پھر اس شخص سے رابطہ کرو اور اسے عمرہ کروادو۔

اگلے روز اس شخص نے خواب میں بتلایا ہوا نمبر ڈائل کیا، جس شخص نے فون اٹھایا اس سے ضروری تعارف کے بعد اس نے کہا: مجھے خواب میں کہا گیا ہے کہ میں تمہیں عمرہ کرواؤں، لہذا میں اس نیک کام کی تکمیل کرنا چاہتا ہوں۔ جس آدمی کو اس نے فون کیا وہ زور سے ہنسا اور کہنے لگا کون سے عمرہ کی بات کرتے ہو؟ میں نے تو مدت ہوئی کبھی فرض نماز بھی ادا نہیں کی اور تم کہتے ہو کہ تم مجھے عمرہ کروانا چاہتے ہو.....!! جس شخص نے خواب دیکھا تھا وہ اس سے اصرار کرنے لگا۔ اسے سمجھایا کہ ... میرے بھائی! میں تمہیں عمرہ کروانا چاہتا ہوں، سارا خرچ میرا ہو گا۔ خاصی بحث اور تمہید کے بعد آدمی اس شرط پر رضامند ہوا کہ ٹھیک ہے میں تمہارے ساتھ عمرہ کرونگا مگر تم مجھے واپس ریاض میرے گھر لے کر آؤ گے اور تمام تر اخراجات تمہارے ہی ذمہ ہوں گے.....

وقت مقررہ پر جب وہ ایک دوسرے کو ملے تو خواب والے شخص نے دیکھا کہ واقعی وہ شکل و صورت سے کوئی اچھا انسان نہیں دکھائی دیتا تھا۔ اس کے چہرے سے

عیاں تھا کہ وہ شرابی ہے اور نماز کم ہی پڑھتا ہے۔ اسے بڑا تعجب ہوا کہ یہ وہ ہی شخص ہے جسے عمرہ کرنے کے لئے خواب میں تین مرتبہ کہا گیا...

دونوں شخص مکہ مکرمہ عمرہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ میقات پر پہنچے تو انہوں نے غسل کر کے احرام باندھا اور حرم شریف کی طرف روانہ ہوئے، انہوں نے بیت اللہ کا طواف کیا۔ مقام ابراہیم پر دو رکعت نماز ادا کی، صفا و مرہ کے درمیان سعی کی۔ اپنے سروں کو منڈوا یا اور اس طرح عمرہ مکمل ہو گیا۔

اب انہوں نے واپسی کی تیاری شروع کر دی۔ حرم سے نکلنے لگے تو وہ شخص جو بہت کوشش سے عمرہ کرنے پر آمادہ ہوا تھا کہنے لگا: "دوست حرم چھوڑنے سے پہلے میں دو رکعت نفل ادا کرنا چاہتا ہوں، نجائے دوبارہ عمرہ کی توفیق ہوتی بھی ہے یا نہیں۔" اسے کیا اعتراض ہوتا اس نے کہا: "نفل پڑھو اور بڑے شوق سے پڑھو۔ اس نے اس کے سامنے نفل ادا کرنے شروع کر دیے۔ جب سجدہ میں گیا تو اس کا سجدہ طویل سے طویل تر ہوتا چلا گیا.....

جب کافی دیر گزر گئی تو اس کے دوست نے اسے ہلایا... جب کوئی حرکت نہیں ہوئی تو اس پر انکشاف ہوا کہ اس کے ساتھی کی روح حالتِ سجدہ ہی میں پرواز کر چکی تھی....

اپنے ساتھی کی موت پر اسے بڑا رشک آیا اور وہ رو پڑا کہ یہ تو حسنِ خاتمہ ہے، کاش! ایسی موت میرے نصیب میں ہوتی، ایسی موت تو ہر کسی کو نصیب ہو، وہ اپنے آپ سے ہی یہ باتیں کر رہا تھا.....

اس خوش قسمت انسان کو غسل دیا گیا، اور احرام پہنا کر حرم میں ہی اس کی نماز جنازہ ادا کی گئی۔ ہزاروں فرزندانِ اسلام نے اس کا جنازہ پڑھا اور اس کی مغفرت کے لئے دعا کی گئی.....

اس دوران اس کی وفات کی اطلاع ریاض اس کے گھر والوں کو دی جا چکی تھی، خواب دیکھنے والے شخص نے اپنے وعدہ کے مطابق اس کی میت کو ریاض پہنچا دیا، جہاں اسے دفن کر دیا گیا....

چند ایام گزرنے کے بعد خواب دیکھنے والے شخص نے اس فوت ہونے والے کی بیوہ کو فون کیا۔ تعزیت کے بعد اس نے کہا: "میں جاننا چاہتا ہوں کہ تمہارے شوہر کی ایسی کون سی نیکی یا عادت تھی کہ اس کا انجام اس قدر عمدہ ہوا۔ اسے حرم کعبہ میں سجدہ کی حالت میں موت آئی...."

بیوہ نے کہا: بھائی تم درست کہتے ہو میرا خاوند کوئی اچھا آدمی نہ تھا۔ اس نے ایک لمبی مدت سے نماز روزہ بھی چھوڑ رکھا تھا۔ اور شراب پینے کا عادی تھا، میں اس کی کوئی خاص خوبی بیان تو نہیں کر سکتی.... ہاں! مگر اس کی ایک عادت یہ تھی کہ "وہ ہمارے ہمسایہ میں ایک غریب بیوہ اپنے چھوٹے چھوٹے بچوں کے ساتھ رہتی ہے، "میرا شوہر روزانہ بازار جاتا تو جہاں اپنے بچوں کے لئے کھانے پینے کی چیزیں لاتا وہ اس بیوہ اور اس کے یتیم بچوں کیلئے بھی لے آتا، اور اس کے دروازے پر رکھ کر اسے آواز دیتا کہ میں نے کھانا باہر رکھ دیا ہے، اسے اٹھالو۔"

یہ بیوہ عورت کھانا اٹھاتی اور ساتھ میرے خاوند کے لئے دعا کرتی:

"اللہ تمہارا خاتمہ بالخير کرے"

قارئین کرام اس طرح اس بیوہ کی دعا اللہ تعالیٰ نے قبول فرمائی۔ اور اس شرابی کا اتنے عمدہ طریقے پر خاتمہ ہوا کہ اس پر ہر مسلمان کو رشک آتا ہے۔

قارئین کرام اس بات کو ہمیشہ یاد رکھئے کہ اللہ کے رسول ﷺ کا یہ فرمان بھی ہے کہ..... "بھلائی کے کام آدمی کو بری موت سے بچاتے ہیں۔"

(دعاؤں کی قبولیت کے سنہرے واقعات سے ماخوذ)

ان سے شادی نہ کریں!!

معظمہ کنول

ایک عرب دانے اپنے بیٹوں کو نصیحت کی کہ 7 قسم کی عورتوں سے کبھی شادی نہ کرنا، خواہ وہ حسن و جمال اور مال و دولت میں بے مثال ہی کیوں نہ ہوں۔ کیونکہ ان میں سے کسی کے ساتھ شادی کرنے کے بعد ساری زندگی بچھتاوا ہی رہے گا۔ وہ سات عورتیں یہ ہیں:

انانہ، منانہ، کنانہ، حنانہ، حداقہ، براقہ اور شداقہ

(1) **انانہ** - وہ عورت جو ہر وقت سر پر پٹی باندھے رکھے، کیوں کہ شکوہ و شکایت ہی ہمیشہ اس کا معمول ہو گا۔

(2) **منانہ** - وہ عورت جو ہر وقت مرد پر احسان ہی جتاتی رہے کہ میں نے تیرے ساتھ یہ یہ احسان کیا اور تجھ سے تو مجھے کچھ حاصل نہیں ہوا۔

(3) **کنانہ** - وہ عورت جو ہمیشہ ماضی کو یاد کرے فلاں وقت میں میرے پاس یہ تھا وہ تھا۔

(4) **حنانہ** - وہ عورت جو ہر وقت اپنے سابقہ خاوند کو ہی یاد کرتی رہے اور کہے کہ وہ تو بڑا اچھا تھا مگر تم ویسے نہیں ہو۔

(5) **حداقہ** - وہ عورت جو خاوند سے ہر وقت فرمائش ہی کرتی رہے، جو چیز بھی دیکھے اس کی طلبگار ہو جائے۔

(6) **براقہ** - وہ عورت جو ہر وقت اپنی چمک دمک میں ہی لگی رہے۔

(7) **شداقہ** - وہ عورت جو تیز زبان ہو اور ہر وقت باتیں بنانا ہی اس کا کام ہو۔

نوٹ: یاد رہے کہ یہ خواتین کے نام نہیں بلکہ اوصاف ہیں۔

پیشی کولا کی فیکٹری

اہلیہ مفتی شبیر احمد

لڑکی کا باپ بہت خوش تھا کہ اچھے خاندان سے اس کی بیٹی کیلئے رشتہ آیا ہے۔ لڑکے میں ہر وہ خوبی تھی جس کی تمنا کی جاسکتی ہے۔ پڑھا لکھا، خوش اخلاق، مودب اور برسر روزگار۔ انکار کی توجہ بنتی ہی نہیں تھی لہذا دیگر اہل خانہ سے صلاح مشورہ کر کے یہ رشتہ قبول کر لیا گیا۔ بات جب دستور کے مطابق حق مہر کی چلی تو لڑکی کے باپ نے کہا ہم مردم شناس لوگ ہیں اور لڑکے کو اپنی فرزندگی میں لے رہے ہیں، پیسے کی ہمارے لیے کوئی اہمیت نہیں۔ تاہم رسماً میری بیٹی کا حق مہر صرف ایک ریال ہو گا معاملات طے پائے تو شادی کی تاریخ مقرر کر کے اس فریضہ کو سرانجام دے دیا گیا۔ لڑکی بھی کسی معاملے میں کم نہ تھی، خوبصورت و خوب سیرت، تعلیم یافتہ، گھر گرہستی کے ہر فن میں ماہر۔ جلد ہی اس نے اپنے سسرال کے ہر فرد کو اپنا گر ویدہ بنا دیا۔ گویا دونوں گھرانے ہی اپنی اپنی خوش قسمتی پر رشک کرتے تھے۔ میاں بیوی کے درمیان الفت و محبت کا رشتہ روز بروز گہرے سے گہرا تر ہوتا چلا گیا۔

ایک دن پیشی کی بوتل پیتے ہوئے نجانے خاوند کے ذہن میں کیا شیطان سمایا کہ بیوی کو کہنے لگا، جانتی ہو تمہاری قیمت اور اس پیشی کی بوتل کی قیمت ایک ہی ہے۔ طنز تو بہت گہرا اور صدمہ دینے والا تھا مگر بیوی نے ان سنی کر دی کہ اگر بات زبان سے پھسل کر نکلی ہے تو اس کو یہیں ختم کر دیا جائے۔ مگر خاوند کی تو یہ عادت ہی بن گئی کہ جب بھی پیشی کو بوتل خریدتا تو کسی طرح بھی طنز کی کوئی صورت نکال ہی لیتا۔ کبھی کہتا کہ اگر میری تم سے شادی نہ ہوتی تو میں ایک اور پیشی خرید پاتا اور کبھی کہتا کہ میری پیشی کی بوتل کا نقصان کرانے والی۔

لڑکی بہت ہی سمجھ دار اور حالات سے سمجھوتا کرنے والی تو ضرور تھی مگر ایک دن اس کا صبر جواب ہی دے دیا۔ اپنے خاوند سے کہا کہ میں اپنی امی سے ملنے کیلئے اداس ہوں، وہ اسے اس کے گھر لے جائے۔ خاوند کو اس بات پر کوئی اعتراض نہیں تھا، فوراً ہی تیار ہو کر چل پڑے۔

اپنے خاوند کو بیٹھک میں چھوڑ کر لڑکی اندر اپنی ماں کے پاس گئی اور پھوٹ کر رو پڑی کہ تم نے میرا حق مہر اتنا کم مقرر کر کے میری قیمت گرا دی ہے اور اب میرا خاوند مجھے اس طرح ذلیل کر رہا ہے۔ اس کی ماں نے کہا کہ ابھی تیرا باپ آتا ہے تو میں اسے بتاتی ہوں مگر لڑکی کا اصرار تھا کہ وہ اپنے معاملات خراب نہیں کرنا چاہتی اس لیے اس کے والد کو خبر نہیں ہونی چاہیے۔ مگر اس کی ماں نے کہا کہ نہیں یہ غلطی تیرے باپ نے کی ہے اس لیے اس غلطی کو ٹھیک بھی اسی نے ہی کرنا ہے لہذا اسے بتانا ضروری ہے۔ لڑکی کے والد نے سارا قصہ نہایت ہی تحمل کے ساتھ سنا اور بیٹی کو تسلی دی کہ وہ بالکل بے فکر رہے سب کچھ ٹھیک ہو جائے گا۔

بیٹھک میں جا کر لڑکی کے باپ نے اپنے داماد سے کہا کہ کئی دنوں سے دونوں خاندانوں کی آپس میں ملاقات نہیں ہوئی، اس لیے وہ چاہتا ہے کہ اس کے گھر والوں کی دعوت کرے، اس لیے وہ اپنی بیوی کو یہاں ہی رہنے دے اور کل اپنے والدین کے ساتھ دوبارہ آئے تاکہ سب لوگ مل بیٹھیں۔ لڑکا بخوشی واپس چلا گیا۔

دوسرے دن لڑکا اپنے والدین کے ساتھ جب پہنچا تو لڑکی کے والد نے تین پیپسی کی بوتلیں سب کے سامنے رکھیں اور کہا کہ یہ میری طرف سے آپکے لئے دعوت ہے۔ لڑکے کے والدین تو کچھ نا سمجھے مگر لڑکے کو اندازہ ہو گیا کہ بات شاید کچھ اور ہی ہے۔ لڑکی کا باپ بولا کہ تم نے میری بیٹی کا حق مہر ایک پیپسی کی بوتل مقرر کیا تھا جبکہ میں تمہیں تین بوتلیں پلا رہا ہوں، یہ بوتلیں پیو اور میری بیٹی کو طلاق دے کر چلے

جاؤ، مجھے تم لوگوں سے کوئی رشتہ نہیں رکھنا۔ لڑکی کا خاوند تو بیہوش ہونے کے قریب تھا اور اس کے والدین کو جب سارے معاملے کی سمجھ آئی تو بھی لڑکے پر بہت ناراض ہوئے کہ اس نے ایسی بیچ حرکت کیوں کی۔

جب معاملے کو سلجھانے کی بات چلی تو لڑکی کا باپ بولا کہ اگر میری بیٹی کو لے کر جانا ہے تو اس کا مہر تین لاکھ ریال ہوگا، جا کر لے آئیے اور میری بیٹی کو لیجائیے ورنہ نہیں۔ کیونکہ مطالبہ اتنا نامناسب نہیں تھا اور بات بھی معافی و صلح و صفائی سے آگے گزر چکی تھی۔ اس لیے یہ سب لوگ پیسوں کے انتظام کا کہہ کر ادھر سے اُٹھ آئے اور پھر چند دنوں کے بعد حق مہر تین لاکھ ریال دے کر لڑکی کو لے آئے۔

کہتے ہیں کہ اس دن کے بعد لڑکے نے دوبارہ کوئی ایسی بات کہنے اور کرنے سے توبہ کر لی، مگر کبھی کبھی یوں ضرور کہہ کر بلاتا تھا۔ ارے میری پیپسی کو لایا کی فیکٹری، کہاں ہو؟

پُر اعتماد کواٹھی کی پہچان 3GS TANK نشان محمد رئیس انڈرادرز

گفت بلاق

سمیٹکس فینسٹی جیواری ہمارے گارمنٹس کرکری ہاں چوڑیاں زری لیس

مشکمل نام مولانا محمد الیاس گھمن کی تمام کتب اور رسائل دستیاب ہیں

بنوں روڈ اندرون وزیرستان مارکیٹ ضلع ٹانک 0331-9143483

ماں کا خط

عائشہ افتخار

اے میرے بیٹے یہ خط تمہاری زخمی دل اور مسکین ماں کی طرف سے ہے!

بہت انتظار کے بعد میں نے یہ خط لکھا ہے!

کیونکہ جب بھی خط لکھنے کے لیے قلم اٹھایا!

آنسوؤں نے مجھے لکھنے سے روک دیا!

اور

بہت دفعہ آنسو تھامنے کی کوشش کی!

تو

دل خون کے آنسو رو پڑا۔

اے میرے بیٹے!! اتنا عرصہ گزرنے کے بعد اب میں نے تمہیں ایک مکمل

عقل مند انسان پایا ہے!! اس لیے تمہارا فرض بنتا ہے کہ تم میرا خط پورا پڑھو چاہے پڑھنے کے بعد جس طرح میرے دل کے ٹکڑے ٹکڑے کیے اسی طرح اس خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دینا۔

اے میری جان!! میری زندگی کا سب سے زیادہ خوشی کا لمحہ وہ تھا جب ڈاکٹر

نے مجھے یہ خوشخبری سنائی کہ میں ماں بننے والی ہوں۔ ہر ماں اس لفظ کا مطلب اچھی

طرح جانتی ہے۔ جہاں یہ بات اپنے اندر خوشی سمائے ہوئے ہے وہیں اس بات میں

ہزاروں تکالیف بھی چھپی ہوئی ہیں۔

تم شاید نہیں جانتے کہ تمہاری تخلیق کے دوران مجھے کن کن مراحل میں

سے گزرنا پڑا اور کن کن تکلیفوں کو برداشت کرنا پڑا۔۔۔

پھر وہ وقت آیا جب تم اس دنیا میں آ گئے۔۔

خوشی سے میری آنکھوں سے آنسو نکل آئے۔۔

تمام درد بھول گئی۔۔۔

اتنی تکالیف سہنے کے بعد تمہیں پیدا ہوتے ہی اپنے سینے سے لگایا۔۔

اے میری جان!!

اس کے بعد کتنے سالوں تک میں تمہیں اپنے ہاتھوں سے نہلاتی دھلاتی رہی

اپنی گود کو تمہارے لیے بستر بنایا۔۔۔

تمہاری خاطر راتوں کو جاگتی رہی کہ میرا لخت جگر سو جائے۔۔

اور دن کو تمہارے کام کر کے تھک جاتی کہ تم خوش رہو۔۔

تمہیں اپنا سب خوشیاں قربان کر کے پالا۔۔

ہر وقت تمہیں خوش دیکھنا ہی میری تمنا تھی۔۔

اس لیے جو تم مانگتے تمہاری خوشی کی خاطر تمہیں دیتی تھی۔۔

تمہیں خوش دیکھنا ہی میری خوشیوں کی انتہا تھی۔۔

دن اور رات گزرتے گئے۔۔

میرا یہ حال تھا کہ میں تمہاری ایسی خادمہ بن گئی کہ جس نے کبھی کوئی کمی

بیشی نہیں کی۔

جس نے کبھی اپنے سکون کا خیال نہیں رکھا۔۔۔

جس نے کبھی آرام نہیں کیا۔۔۔

اور ہر وقت تمہارے لیے خیر و بھلائی کی دعا کرتی رہی۔۔

اپنی نیند، آرام، خواہشات اور سکون قربان کر کے تمہاری نگہبانی کرتی رہی

یہاں تک کہ تم جوان ہو گئے۔۔۔

پھر تمہاری خوشیاں پوری کرنے کے لیے دائیں بائیں تمہارے لیے دلہن کی تلاش شروع کی۔۔۔

اور پھر۔۔۔۔ تمہاری شادی کا وقت قریب آگیا۔۔
تمہاری جدائی کی غمی اور تمہاری نئی زندگی کی خوشی سے میرے آنکھوں سے آنسو بہنے لگے۔

اور آخر کار تمہاری شادی ہو گئی۔۔

آہستہ آہستہ وقت گزرتا گیا۔

تم میرے وہ بیٹے نہیں رہے جسے میں نے اپنے ہاتھوں میں پالا تھا۔۔

تمہاری مسکراہٹ چھپ گئی اور آواز غائب ہو گئی۔۔

تمہاری تمام محبتیں مجھ سے روٹھ گئیں۔۔

تم میرے تمام حقوق بھول گئے۔۔

تمہارے انتظار میں دن اور رات گزرتے گئے۔۔

تمہاری آواز سننے کو ترس گئی۔۔۔

اب راتیں اندھیری ہو گئی ہیں اور دن لمبے!!۔۔۔

نہ تمہیں دیکھ سکتی ہوں نہ تمہاری آواز سن سکتی ہوں!!

تم اس ذات کو بھول گئے جس نے تمہاری دن رات خدمت کی!!

اے میری بیٹی!!

میں تم سے کوئی بہت بڑا مطالبہ نہیں کرتی..

میں تو بس یہ چاہتی ہوں کہ تم مجھے اپنے دور کے دوستوں میں سے ایک

دوست بنالو..

جس سے تم کبھی کبھار ملتے ہو..

یا ...

اپنی زندگی کی گاڑی کا اسٹیشن بنالو۔۔

جس پر سے تمہارا ہر ماہ گزر ہو۔۔

تاکہ میں تمہارا چند منٹوں تک دیدار ہی کر سکوں۔۔

اے میرے لختِ جگر!

بڑھاپے نے میری کمر توڑ دی ہے۔۔۔

جسم کمزور ہو گیا ہے۔۔۔

پیاروں نے مجھ پر حملہ کر دیا ہے۔۔

اگر تم پر کوئی شخص احسان کرے تم اس کے احسان کا بہت اچھا بدلہ دو گے

اور تمہاری ماں نے تم پر زندگی کے 25 سال احسان کیے۔۔۔

لیکن۔۔۔۔۔

تم میرے احسانات کو احسانات ہی نہیں سمجھتے۔۔

اگر

تم میرے احسانات کو احسانات سمجھتے۔۔۔

تو مجھے اس کا ضرور بدلہ دیتے۔۔

میں نے اپنی ساری زندگی تمہاری خدمت میں گزار دی۔۔

لیکن

تم نے مجھے کیا بدلہ دیا؟؟!!

کیا تمہارے دل کی سختی اس حد تک بڑھ گئی ہے؟!

اے میرے بیٹے جب بھی مجھے پتا چلتا ہے کہ تم اپنی زندگی میں خوش ہو

تو میری خوشی بھی بڑھ جاتی ہے۔۔

اور میں حیران ہوتی ہوں کہ

تم میری ہی گود میں پلے بڑھے ہو

اور میرے ایسے دشمن بن گئے ہو کہ

نہ مجھے دیکھنا پسند کرتے ہو

نہ ملنا

آخر میں نے کون سا ایسا گناہ کیا؟؟!!

کیا کبھی میں نے تمہارے ساتھ برا سلوک کیا؟؟!!

یا کبھی تمہاری خدمت میں کمی بیشی کی؟؟!

مجھے اپنے نوکروں میں سے ایک نوکر ہی بنا لو جنہیں تم تنخواہ دیتے ہو

اپنی محبت کا ایک حصہ مجھے بھی دے دو..

اور جو احسانات میں نے تم پر کیے ہیں اس کا تھوڑا سا بدلہ ہی دے دو

احسان کرو!!

"اللہ احسان کرنے والوں کو پسند فرماتا ہے"

اے میری جان!!

میں صرف تمہارا دیدار کرنا چاہتی ہوں

چاہے تم مجھے اپنا ترش رو چہرہ ہی دکھا دو..!!

میری جان تمہاری موجودگی میں...

میرا دل غم سے پھٹ رہا ہے!!

میری آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں!!

جبکہ لوگ تمہارے حسن خلق اور جو دو کرم کی باتیں کرتے ہیں...

اے میرے لخت جگر!!

کیا ابھی تک تمہارا دل ایک ایسی عورت کے لیے نرم نہیں ہوا جس پر
بیماریوں نے حملہ کیا ہوا ہے!!

اور غموں نے اسے گھیر رکھا ہے!!

تم نے اس کے آنسو بہائے!

اس کے دل کو غمگین کر دیا!!

اور اس سے تعلق توڑ لیا!

اے بیٹے! میں جانتی ہوں جب سے تم جوان ہوئے ہو ہمیشہ نیک کاموں کی
تلاش میں رہتے ہو

اے میری جان! میں تمہیں اس بات سے ڈراتی ہوں کہ کہیں تم ان لوگوں
میں سے نہ ہو جانا جن کے بارے میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

"اس کاناک خاک آلود ہو... اس کاناک خاک آلود ہو... اس کاناک خاک
آلود ہو..." صحابہ کرام نے پوچھا: کون ہے وہ؟ اے اللہ کے رسول! آپ صلی اللہ علیہ
وسلم نے فرمایا: "جس نے اپنے والدین کو بڑھاپے میں پایا" ایک کو یا دونوں کو" اور پھر
وہ جنت میں داخل نہ ہوا" رواہ مسلم

اے میرے لخت جگر!!

میں اپنے غم و حزن کی شکایت اللہ سے نہیں کرتی!

اگر میری آواز بلند ہو کر آسمانوں تک پہنچ گئی تو تم پر میری نافرمانی کرنے کی
سزا نازل ہو جائے گی۔

اور تمہارا گھر مصیبت کا گھر بن جائے گا!!

نہیں!! ہر گز نہیں!! میں کبھی بھی ایسا نہیں کروں گی!!

تم ابھی تک میرے دل کے ٹکڑے ہو!!

میری دنیا کی خوشی ہو!!

میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہو!!

اے میرے بیٹے!

کچھ سال گزرنے کے بعد تم پر بھی بڑھاپے کے اثرات دکھائی دینے لگیں

گے...

کچھ سال گزرنے کے بعد تم بھی بوڑھے ہو جاؤ گے...

جو سلوک تم نے میرے ساتھ کیا ہے.. تمہارے بچے تمہارے ساتھ ویسا ہی

سلوک کریں گے...

جس طرح میں تمہیں آنسوؤں کے ساتھ خط لکھ رہی ہوں!!

تم بھی اپنے بیٹوں کو اسی طرح خط لکھو گے...

اور اللہ کے پاس تو سب نے ہی حساب دینا ہے۔

اے میرے بیٹے! اللہ سے ڈرو۔ اپنی ماں کا حق ادا کرو۔

"ماں سے چٹ جاؤ.. کیونکہ ماں کے پاؤں تلے جنت ہے"

اس کے آنسوؤں کو صاف کرو.. اس کے دکھ کو ختم کرو..

یا

یا

یا

اس کے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دو...!!

جس نے نیک عمل کیا اپنے لیے کیا، اور جس نے برا کام کیا اپنے ہی لیے کیا۔

والسلام علیکم ورحمۃ اللہ

تمہاری ماں

چوتھا سالانہ دورہ تحقیق المسائل

معلمات و فاضلات کے تاثرات

مرکز اہل السنۃ والجماعت سرگودھا میں 31 مئی تا 12 جون چوتھا سالانہ دورہ تحقیق المسائل کا انعقاد ہوا۔ جس میں علماء و طلباء کی تعداد لگ بھگ 580 تھی اور تقریباً 50 معلمات و فاضلات نے بھی اس کورس میں شرکت کی۔ کورس کے اختتام پر چند معلمات نے اپنے تاثرات ادارے کو بھیجے ہیں آپ کی خدمت میں پیش کرنے لگے ہیں

محترمہ کوثر رمضان صاحبہ..... معلمہ جامعۃ الکرامت حویلی لکھا:

ہمیں مدرسہ کا نظم و ضبط اور اصول بہت پسند آئے ہیں تمام اساتذہ سے ہم خوش ہیں انہوں نے ہمیں ہمارے اکابرین کے مشن پر چلنے کا طریقہ سکھایا اور ہمیں بے شمار علوم سے فیض یاب کیا اور ہم مدرسہ والوں سے بہت خوش ہیں، ہماری ہر ضرورت کو مد نظر رکھتے ہوئے انہوں نے مہمان نوازی کی مدرسہ کا ہر اصول ہمیں پسند ہے۔ باجی بہت اچھے اخلاق والی ہیں انہوں نے ہر بات کا جواب خندہ پیشانی سے دیا اور ہم اپنے مرشد استاد محترم مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے شکر گزار ہیں جو کہ حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمہ اللہ کے مشن پر چل رہے ہیں اور ہمیں چلنے کا سلیقہ سکھلا رہے ہیں اللہ تعالیٰ ہر دشمن سے ان کی حفاظت فرمائے آمین۔

محترمہ کلثوم اختر... معلمہ جامعۃ العلوم الاسلامیہ للبنات قائد آباد:

اللہ تعالیٰ اس ادارے کو چار چاند لگائے اور اللہ تعالیٰ حضرت مولانا صاحب کے علم عمل اور عمر اور مال میں برکت عطاء فرمائے اور اولاد میں بھی۔ ادارے کا ہر اصول اچھا لگا ہے اور کوئی شکایت نہیں ہے جو تحریر کروں ماشاء اللہ مدرسہ بہت

خوبصورت ہے اور نظام ہی بہت زبردست ہے اور سب سے بڑھ کر ماشاء اللہ طالبات بہت اچھی ہیں اعلیٰ اخلاق اور اوصاف کی مالک ہیں خدمت کا جذبہ رکھتی ہیں معلوم ہوتا ہے کہ آپ کی اور مولانا صاحب کی تربیت یافتہ ہیں اللہ ان طالبات کو کامیاب کرے آپ نے اور مولانا صاحب نے ہمارا ہر طرح سے خیال رکھا کھانے کا پینے کا بھی آرام کا بھی اسباق کا بھی آپ کا شکر بھی ادا نہیں کر سکتے کہ کن الفاظ سے شکر ادا کریں۔

اپنے سینے سے علم نکال کر ہمارے سینے میں منتقل کیا ہے اور آپ سے مل کر مجھے بے حد خوشی ہوئی آپ اخلاق اتنا اعلیٰ کبھی سوچا بھی نہ تھا کہ مولانا صاحب کی بیوی کے ساتھ بیٹھنے کا موقع ملے گا یا نہیں آپ کی کتنی تعریفیں کریں اور ادارے کی؛ الفاظ ہیں نہیں ہیں۔

محترمہ سماویہ اشرف..... سرگودھا:

اس مدرسے کے بارے میں کہ جس طرح آپ نے بتایا کہ صرف تین سال گزرے ہیں مدرسے کے قیام کو مگر جس طرح سے اس مدرسے کا انتظام بہت اچھے طریقے سے چل رہا ہے وہ قابل تعریف ہے۔ مدرسے کی نگران باجی نے ماشاء اللہ بہت اچھے طریقے سے اپنی ڈیوٹی کو سنبھالا ہوا ہے۔ میں پہلی بار کسی بھی مدرسے میں آئی ہوں مگر یہاں باجیوں اور مدرسے کی لڑکیوں کے اخلاق سے اور محبت سے مجھے بالکل بھی محسوس نہیں ہوا کہ میں پہلی مرتبہ کسی انجان جگہ پر آئی ہوں۔

یہ باجی کے اخلاق اور محنت اور مدرسے کی لڑکیوں کی محبت ہے کہ میں نے دو سال کا کورس کرنے کا ارادہ پختہ کر لیا ہے۔ کسی بھی مدرسے کا انتظام اسی طرح ہونا چاہیے کہ جو بچیاں بھی مدرسوں میں آنے سے جھجکتی ہیں وہ ایک بار آئیں تو پھر وہیں بس پڑھنا چاہیں۔

شہزادی اور دھوبی کا بیٹا

صائمہ علی، بہاولنگر

مرزا مظہر جانِ جاناں ایک مشہور صوفی گزرے ہیں وہ اکثر ایک جملہ کہا کرتے تھے کہ ”ہم سے تو دھوبی کا بیٹا بھی خوش نصیب نکلا، ہم سے تو اتنا بھی نہ ہو سکا۔“ پھر غش کھا جاتے۔ ایک دن ان کے مریدوں نے پوچھ لیا کہ حضرت یہ دھوبی کے بیٹے والا کیا ماجرا ہے؟ آپ نے فرمایا ایک دھوبی کے پاس محل سے کپڑے دھونے آیا کرتے تھے اور وہ میاں بیوی کپڑے دھو کر پریس کر کے واپس محل پہنچا دیا کرتے تھے، ان کا ایک بیٹا بھی تھا جو جوان ہوا تو کپڑے دھونے میں والدین کا ہاتھ بٹانے لگا، کپڑوں میں شہزادی کے کپڑے بھی تھے، جن کو دھوتے دھوتے وہ شہزادی کے نادیدہ عشق میں مبتلا ہو گیا، محبت کے اس جذبے کے جاگ جانے کے بعد اس کے اطوار تبدیل ہو گئے، وہ شہزادی کے کپڑے الگ کرتا انہیں خوب اچھی طرح دھوتا، انہیں استری کرنے کے بعد ایک خاص نرالے انداز میں تہہ کر کے رکھتا، سلسلہ چلتا رہا آخر والدہ نے اس تبدیلی کو نوٹ کیا اور دھوبی کے کان میں کھسر پھسر کی کہ یہ تو لگتا ہے سارے خاندان کو مروائے گا، یہ تو شہزادی کے عشق میں مبتلا ہو گیا ہے، والد نے بیٹے کے کپڑے دھونے پر پابندی لگا دی، ادھر جب تک لڑکا محبت کے زیر اثر محبوب کی کوئی خدمت بجالاتا تھا، محبت کا بخار نکلتا رہتا تھا، مگر جب وہ اس خدمت سے ہٹایا گیا تو لڑکا بیمار پڑ گیا اور چند دن کے بعد فوت ہو گیا۔ ادھر کپڑوں کی دھلائی اور تہہ بندی کا انداز بدلا تو شہزادی نے دھوبن کو بلا بھیجا اور اس سے پوچھا کہ میرے کپڑے کون دھوتا ہے؟ دھوبن نے جواب دیا کہ شہزادی عالیہ میں دھوتی ہوں، شہزادی نے کہا پہلے کون دھوتا تھا؟ دھوبن نے کہا کہ میں دھوتی تھی، شہزادی نے اسے کہا کہ یہ کپڑا تہہ کرو، اب دھوبن سے

ویسے تہہ نہیں ہوتا تھا، شہزادی نے اسے ڈانٹا کہ تم جھوٹ بولتی ہو، سچ سچ بتاؤ ورنہ سزا ملے گی، دھوبن کے سامنے کوئی رستہ بھی نہیں تھا دوسرا کچھ دل بھی غم سے بھرا ہوا تھا، وہ زار و قطار رونے لگ گئی، اور سارا ماجرا شہزادی سے کہہ سنایا، شہزادی یہ سب کچھ سن کر سنائے میں آگئی۔ پھر اس نے سواری تیار کرنے کا حکم دیا اور شاہی بگھی میں سوار ہو کر پھولوں کا ٹوکرا بھر کر لائی اور مقتول محبت کی قبر پر سارے پھول چڑھا دیے، زندگی بھر اس کا یہ معمول رہا کہ وہ اس دھوبی بچے کی برسی پر اس کی قبر پر پھول چڑھانے ضرور آتی۔ یہ بات سنانے کے بعد مرزا مظہر کہتے، اگر ایک انسان سے بن دیکھے محبت ہو سکتی ہے تو بھلا اللہ سے بن دیکھے محبت کیوں نہیں ہو سکتی؟ ایک انسان سے محبت اگر انسان کے مزاج میں تبدیلی لا سکتی ہے اور وہ اپنی پوری صلاحیت اور محبت اس کے کپڑے دھونے میں بروئے کار لا سکتا ہے تو کیا ہم لوگ اللہ سے اپنی محبت کو اس کی نماز پڑھنے میں اسی طرح دل و جان سے نہیں استعمال کر سکتے؟ مگر ہم بوجھ اتارنے کی کوشش کرتے ہیں۔ وہ دھوبی بچہ اس وجہ سے کامیاب ہے کہ اس کی محبت کو قبول کر لیا گیا جب کہ ہمارے انجام کا کوئی پتہ نہیں قبول ہوگی یا منہ پر ماردی جائے گی، اللہ جس طرح ایمان اور نماز روزے کا مطالبہ کرتا ہے اسی طرح محبت کا تقاضا بھی کرتا ہے، یہ کوئی مستحب نہیں فرض ہے! مگر ہم غافل ہیں۔

پھر فرماتے اللہ کی قسم! اگر یہ نمازیں نہ ہوتیں تو اللہ سے محبت کرنے والوں کے دل اسی طرح پھٹ جاتے جس طرح دھوبی بچے کا دل پھٹ گیا تھا، یہ ساری ساری رات کی نماز ایسے ہی نہیں پڑھی جاتی کوئی جذبہ کھڑا کرتا ہے، فرماتے یہ نسخہ اللہ پاک نے اپنے نبی کے دل کی حالت دیکھ کر بتایا تھا کہ آپ نماز پڑھا کیجئے اور رات بھر ہماری باتیں دہراتے رہا کیجئے آرام ملتا رہے گا، اسی وجہ سے نماز کے وقت آپ فرماتے تھے اے بلال ار حنا یا بلال ہمارے سینے میں ٹھنڈ ڈال دے اذان دے کر۔“

مردہ اژدھا

مولانا خبیب احمد گھمن

مولانا روم نے اپنی مثنوی میں ایک حکایت نقل کی ہے کہ
ایک سپیر اسانپ پکڑ کر اپنی روٹی روزی کا سامان کیا کرتا تھا۔ دن رات نئے
اور زھریلے سانپوں کی تلاش میں جنگلوں ویرانوں اور صحراؤں میں سرگرداں رہتا۔
ایک بار بر فباری کے موسم میں اسے ایک قوی الجشہ اژدھا مردہ حالت میں دکھائی دیا۔
سپیرے نے اتنا بڑا اژدھا پہلے کبھی نہیں دیکھا تھا۔ اس کے دیکھنے سے اس
کے دل پر ہیبت طاری ہوئی۔ پھر خیال آیا کہ اگر اسے کسی طریقے اٹھا کر شہر میں لے
جاؤں تو تماشاخیوں کا انبوه کثیر جمع ہو جائے گا اور میری آمدن میں بیش از بیش اضافہ ہو
جائے گا۔ سو وہ بڑی محنت اور مشقت سے اس مردہ اژدھے کو لے کر شہر میں آگیا۔
اژدھا کیا تھا ایک طویل ستون محسوس ہو رہا تھا۔

سپیر اسے موٹے رسوں سے باندھ کر کھینچتا ہوا لایا اور شہر میں منادی کروا
دی کہ میں نے بڑی مشکل سے اپنی جان جو کھوں میں ڈال کر اس اژدھے کو قابو کیا
لیکن افسوس کہ یہاں تک پہنچتے پہنچتے یہ مر گیا ہے۔

سپیرے کے اس کارنامے سے شہر بغداد میں دھوم مچ گئی۔ لوگ جوق
در جوق وہاں پہنچنے لگے۔

سینکڑوں اور ہزاروں احمق جمع ہو گئے۔ سپیرے نے ان سے پیسے بٹورنے
کیلئے یہ انتظام بھی کیا کہ اژدھے کو لپیٹ لپاٹ کر ایک بڑے سے ٹوکری میں بند کر دیا
تاکہ جب زیادہ سے زیادہ لوگ جمع ہو جائیں تب اس اژدھے کی رونمائی کرے۔
تھوڑی ہی دیر میں اس قدر لوگ جمع ہو گئے کہ شہر کے چوک میں تل دھرنے کے

جگہ باقی نہ رہی..

دوسری طرف حقیقت یہ تھی کہ سپیرا اپنے گمانِ فاسد کے مطابق اسے مردہ سمجھ رہا تھا جب کہ وہ اژدھا زندہ تھا.. شدت کی سردی اور بر فباری کی وجہ سے اس کا جسم سُن ہو گیا تھا اور وہ مردہ دکھائی دے رہا تھا.. شہر کی دھوپ اور لوگوں کی اژدھام کی وجہ سے اس کے وجود میں کچھ حرارت پیدا ہوئی اور یکایک اس نے ایک جنبش لی اور اپنا منہ کھول دیا.. پھر کیا تھا ایک قیامت برپا ہو گئی.. لوگ بدحواس ہو کر بھاگے.. بہت سے لوگ ہجوم میں بری طرح کچلے گئے..

اژدھے نے سارے رے سے توڑ دیے.. دہشت کی وجہ سے سپیرے کے ہاتھ پاؤں پھول گئے.. اس نے کہا یہ کیا غضب ہو گیا.. یہ پہاڑ سے میں کس آفت کو اٹھالایا ہوں.. اس اندھے بھیڑیے کو میں نے ہوشیار کر دیا ہے.. اپنے ہاتھوں سے اپنی موت بٹالی ہے..

ابھی وہ اپنی جگہ سے ہلنے بھی نہ پایا تھا کہ اژدھے نے اپنا غار سامنے کھول کر اسے نگل لیا.. پھر رینگتا ہوا آگے بڑھا اور ایک عمارت کے ستون سے اپنی آپ کو لپیٹ کر ایسا بل کھایا کہ اس سپیرے کی ہڈیاں بھی سرمہ ہو گئی ہوں گی..

اس لیے ہمیں اس پر غور کرنا ہے کہ ہمارا نفس بھی اژدھا ہے اسے مردہ مت سمجھیں.. وہ وقتی بے سرو سامانی کی وجہ سے منجمد نظر آتا ہے..

کہتے ہیں کہ فرعون کے (استدراجی) حکم سے دریا کا پانی رواں ہو جاتا تھا.. اگر ویسی ہی قدرت تجھے بھی حاصل ہو جائے تو تو بھی فرعون بن جائے..

یاد رکھ جو غرور اس میں تھا وہ تیری ذات میں بھی موجود ہے لیکن فرق صرف اتنا ہے کہ تیرا اژدھا بھی کنویں میں مقید ہے..!!

سونگ چن کا خالی گملا

ثوبیہ نواز، مانسہرہ

بہت پرانے زمانے میں ایک بادشاہ تھا، اس کا کوئی بیٹا نہ تھا۔ جب وہ بوڑھا ہو گیا تو اسے فکر ہوئی کہ اس کے مرنے کے بعد تخت و تاج کا وارث کون ہوگا؟
لہذا ایک دن اس نے اپنے ملک میں اعلان کرایا کہ وہ ایک بچے کو گود لینا چاہتا ہے جو بعد میں اس کے تخت و تاج کا وارث ہوگا۔

بچے کے انتخاب کے لیے یہ طریقہ بتایا گیا کہ تمام ملک میں سے کچھ بچے منتخب کیے گئے ہر بچے کو بیچ دیا جائے گا۔ جس بچے کے بوئے ہوئے پودے پر سب سے خوبصورت پھول کھلے گا، وہ بادشاہ کا وارث بنا دیا جائے گا۔

سونگ چن نامی کا ایک لڑکا تھا، اس نے بھی بادشاہ سے ایک بیچ لیا اور اپنے گھر آکر ایک گملے میں بودیا۔

وہ ہر روز اسے پانی دیا کرتا تھا، اسے امید تھی اس کے پودے پر سب سے زیادہ خوبصورت پھول کھلے گا۔ دن گزرتے گئے مگر گملے میں سے کچھ بھی نکلا۔

سونگ چن کو بڑی فکر تھی۔ اس نے ایک اور گملا خرید اور دور سے جاکر مٹی لایا اور اس بیچ کو دوبارہ احتیاط سے لگایا مگر دو مہینے گزر جانے پر بھی گملے میں سے کوئی پودا نہ نکلا۔

پلک جھپکتے میں پھولوں کی نمائش کا دن آپہنچا۔ سارے ملک کے بچے شاہی محل میں جمع ہوئے۔ ہر ایک اپنے ہاتھوں میں ایک گملا لیے ہوئے تھا۔ گملوں میں رنگ برنگے پھول کھلے ہوئے تھے۔ وہ واقعی بڑے خوبصورت تھے۔ بادشاہ پھول دیکھنے بچوں کے پاس آیا۔ وہ ہر ایک خوبصورت پھول کو دیکھتا رہا مگر اسے کوئی پسند نہیں آ رہا

تھا۔ چلتے چلتے اچانک اس کی نظر سونگ چن پر پڑی جو ایک خالی گملا لیے سر جھکائے کھڑا تھا۔ سونگ چن کے پاس جا کر رک گیا اور اس سے پوچھا: ”بیٹے! تم خالی گملا لیے کیوں کھڑے ہو؟“

سونگ چن نے روتے ہوئے کہا: ”میں نے بیج گملے میں ڈالا تھا اور روزانہ پانی بھی دیتا تھا مگر اس سے اب تک کوئی پودا نہیں اگا، اس لیے خالی گملا لیے کھڑا ہوں۔“

بات سن کر بادشاہ ہنس پڑا، اس نے کہا تم ایک سچے لڑکے ہو، مجھے اپنے تخت و تاج کے لیے تم جیسے سچے لڑکے کی تلاش تھی، تم ہی اس ملک کے بادشاہ ہو گے۔ کیونکہ میں نے سب بچوں کو جو بیج دے تھے وہ ابلے ہوئے تھے۔ خراب ہو چکے تھے اس لیے ان سے پودے کا اگنا ممکن ہی نہیں تھا۔

دوسرے بچے اس لیے خوبصورت پھول کھلانے میں کامیاب ہو گئے تھے کہ انہوں نے اس خراب کی جگہ اچھے بیج بوئے تھے مگر سونگ چن نے یہ غلط حرکت نہیں کی تھی اور جھوٹ سے کام نہیں لیا تھا، لہذا اسے سچائی کا انعام مل گیا۔

جج و عمرہ سروس
گورنمنٹ لائسنس نمبر
LHR-4005



درلڈ ایئر کراؤٹ لیمیٹڈ

تمام ایئر لائنز کی اندرون
اور بیرون ممالک کیلئے
ٹکٹ کنفرم کروائیں

عمرہ کی بکنگ
جاری ہے

قاری ضیاء اللہ عثمانی

خصوصی پیکش ویزہ اور ٹکٹ
کنفرم ہونے کے
بعد رقم وصول کی جائے گی

فیصل پلازہ گلبرگ چوک میانوالی شہر

0300-6025553/0321-6350553/0459-236553

آہن

خواہشات کا کشکول

روبینہ نیاز

بادشاہ نے ایک درویش سے کہا۔۔۔ مانگو کیا مانگتے ہو؟" درویش نے اپنا کشکول آگے کر دیا اور عاجزی سے بولا۔۔۔ حضور! صرف میرا کشکول بھر دیں۔۔۔ "بادشاہ نے فوراً اپنے گلے کے ہار اتارے انگوٹھیاں اتاریں جیب سے سونے چاندی کی اشرفیاں نکالیں اور درویش کے کشکول میں ڈال دیں لیکن کشکول بڑا تھا اور مال و متاع کم۔۔۔ لہذا اس نے فوراً خزانے کے انچارج کو بلایا۔۔۔

انچارج نے ہیرے جواہرات کی بوری لے کر حاضر ہوا، بادشاہ نے پوری بوری الٹ دی لیکن جوں جوں جواہرات کشکول میں گرتے گئے کشکول بڑا ہوتا گیا۔۔۔ یہاں تک کہ تمام جواہرات غائب ہو گئے۔۔۔

بادشاہ کو بے عزتی کا احساس ہوا اس نے خزانے کے منہ کھول دیئے لیکن کشکول بھرنے کا نام نہیں لے رہا تھا۔۔۔ خزانے کے بعد وزراء کی باری، اس کے بعد درباریوں اور تجوریوں کی باری آئی، لیکن کشکول خالی کا خالی رہا۔۔۔ ایک ایک کے کے سارا شہر خالی ہو گیا لیکن کشکول خالی رہا۔۔۔ آخر بادشاہ ہار گیا درویش جیت گیا۔

درویش نے کشکول بادشاہ کے سامنے الٹا، مسکرایا، سلام کیا اور واپس مڑ گیا، بادشاہ، درویش کے پیچھے بھاگا اور ہاتھ باندھ کر عرض کیا۔۔۔

"حضور! مجھے صرف اتنا بتا دیں یہ کشکول کس چیز کا بنا ہوا ہے؟" درویش مسکرایا۔۔۔

"اے نادان! یہ خواہشات سے بنا ہوا کشکول ہے، جسے صرف قبر کی مٹی بھر سکتی ہے۔۔۔"

خود اعتمادی پیدا کریں

ناہید ممتاز

ایک پہاڑ کی چوٹی پر لگے درخت پر ایک عقاب نے اپنا گھونسلا بنا رکھا تھا جس میں اس کے دیئے ہوئے چار انڈے پڑے تھے کہ زلزلے کے جھٹکوں سے ایک انڈا نیچے گرا جہاں ایک مرغی کا ٹھکانہ تھا۔ مرغی نے عقاب کے انڈے کو اپنا انڈا سمجھا اور اپنے نیچے رکھ لیا۔ ایک دن اس انڈے میں سے ایک پیارا سا ننھا مناعقاب پیدا ہوا جس نے اپنے آپ کو مرغی کا چوزہ سمجھتے ہوئے پرورش پائی اور مرغی سمجھ کر بڑا ہوا۔

ایک دن باقی مرغیوں کے ساتھ کھیلنے ہوئے اس نے آسمان کی بلندیوں پر کچھ عقاب اڑتے دیکھے۔ اس کا بہت دل چاہا کہ کاش وہ بھی ایسے اڑ سکتا! جب اس نے اپنی اس خواہش کا اظہار دوسری مرغیوں سے کیا تو انہوں نے اس کا تمسخر اڑایا اور قہقہے لگاتے ہوئے کہا تم ایک مرغی ہو اور تمہارا کام عقابوں کی طرح اڑنا نہیں۔ کہتے ہیں اس کے بعد اس عقاب نے اڑنے کی حسرت دل میں دبائے ایک لمبی عمر پائی اور مرغیوں کی طرح جیتا رہا اور مرغیوں کی طرح ہی مرا۔

اگر آپ عقاب ہیں اور آپ کے خواب آسمان کی بلندیوں میں اڑنے کے ہیں تو پھر اپنے خوابوں کو عملی جامہ دیجیئے، کسی مرغی کی بات پر دھیان نہ دیجیئے کیونکہ انہوں نے آپ کو بھی اپنے ساتھ ہی پستیوں میں ڈالے رکھا ہے۔

جب معاملات آگے نہ بڑھ رہے ہوں تو اپنی روزمرہ کی عادتوں سے ہٹ کر کچھ کرنا بھی کامیابیوں کو آسان بناتا ہے اور پھر یہ بھی تو ذہن میں رکھنا ہو گا کہ خدا نے آج تک اس قوم کی حالت نہیں بدلی نہ ہو جس کو خیال آپ اپنی حالت کے بدلنے کا

فروٹ ڈیلائیٹ

اہلیہ محمد واصل انور، کراچی

کینڈی بسکٹ: 2 پیکٹ

کمیل: 1 ٹن

پائن اپیل سلائس: 1 ٹن

کریم: 2 پیکٹ

جیلی: حسب ضرورت

فروٹ کوکٹل: 1 ٹن

بنی: حسب ضرورت

ٹائم: 10 منٹ

افراد: 6 سے 7

ترکیب:

- 1: سب سے پہلے ایک ڈش میں کمیل کی تہہ لگائیں۔
- 2: پھر کریم ڈال کر کمیل کے اوپر بسکٹ کو توڑ کر ڈال دیں۔
- 3: پھر مکس فروٹ کا کوکٹل ڈال کر تہہ لگائیں۔
- 4: پھر جیلی کی تہہ لگا دیں۔
- 5: پھر کریم سے پورا ڈھک کر جیلی کی تہہ لگا کر 2 گھنٹے کے لیے ڈی فریزر میں رکھ دیں۔

آپ کا فروٹ ڈیلائیٹ تیار ہے۔ مہمانوں کی ضیافت کریں اور خود بھی لطف

اندوز ہوں۔

نجات نامہ

ام حمزہ، سرگودھا

المعز

پیر یا جمعہ کے دن نماز مغرب کے بعد چالیس مرتبہ یا معز پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کو لوگوں میں عزت اور وقار عطا فرمائیں گے۔

المذل

75 مرتبہ یا مذل پڑھ کر سر بسجود ہو کر دعا کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ان شاء اللہ حاسدوں، ظالموں اور دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھیں گے، اگر کوئی دشمن ہو تو سجدہ میں اس کا نام لے کر کہے اے اللہ فلاں ظالم یا دشمن کے شر سے محفوظ رکھ یہ دعا کرے ان شاء اللہ قبول ہو۔

السمیع

جمعرات کو چاشت کی نماز کے بعد پچاس، سو یا پانچ سو مرتبہ یا سمیع پڑھے گا اس کی دعائیں قبول ہوں گی درمیان میں کسی سے بات ہر گز نہ کرے، فجر کی سنتوں اور فرضوں کے درمیان سو مرتبہ پڑھنے سے اللہ تعالیٰ اس کو نظر خاص سے نوازیں گے۔

البصیر

نماز جمعہ کے بعد سو مرتبہ یا بصیر پڑھا کرے اللہ تعالیٰ اس کی نگاہ میں روشنی اور دل میں نور پیدا فرمادیں گے۔

الحکم

اخیر شب میں 99 مرتبہ با وضو ہو کر یہ اسم پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے دل کو محل اسرار و انوار بنادیں گے اور جو شخص جمعہ کی رات میں یہ اسم کثرت سے پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس کے قلب کو کشف والہام سے نوازیں گے۔

العدل

جمعہ کے دن یا جمعہ کی رات میں روٹی کے بیس ٹکڑوں پر العدل لکھ کر کھائے گا اللہ تعالیٰ مخلوق کو اس کے لیے مسخر فرمادیں گے انشاء اللہ۔

اللطیف

133 مرتبہ یا لطیف پڑھے گا اس کے رزق میں برکت ہوگی اس کے سب کام بخوبی پورے ہوں گے جو شخص فقر و فاقہ، دکھ، بیماری، تنہائی، کسمپرسی یا کسی اور مصیبت میں گرفتار ہو وہ اچھی طرح وضو کر کے دو گانہ پڑھے {دو نفل پڑھے} اور اپنے مقصد و مطلب کو دل میں رکھ کر 100 مرتبہ یہ اسم پڑھے انشاء اللہ مقصد پورا ہوگا۔

الخبیر

سات روز تک کثرت سے یہ اسم پڑھے گا ان شاء اللہ تعالیٰ اس پر پوشیدہ راز ظاہر ہونے لگیں گے۔ جو شخص خواہشات نفسانی میں گرفتار ہو وہ اس اسم کا ورد بکثرت کرے ان شاء اللہ اس مرض سے جلد چھٹکارا ہوگا۔

الحلیم

اس اسم کو کاغذ پر لکھ کر پانی سے دھو کر جس چیز پر اس پانی کو چھڑکے یا تلے گا ان شاء اللہ اس چیز میں خیر و برکت ہوگی اور آفتوں سے وہ محفوظ رہے گی۔

العظیم

اس اسم کو کثرت سے پڑھے گا انشاء اللہ اس کو عزت و عظمت نصیب ہوگی۔

الغفور

اس اسم کو بکثرت پڑھے گا اس کی تمام تکلیفیں، رنج و غم دور اور مال و اولاد میں برکت ہوگی۔ حدیث شریف میں آیا ہے کہ جو سجدہ میں یارب اغفر لی تین مرتبہ پڑھے گا اللہ تعالیٰ اس کے اگلے پچھلے گناہ {صغیرہ} معاف فرمائیں گے۔

باوفا دوست

شاہدہ سلطان

سپاہی نے اپنے کمانڈر سے کہا: جناب میرا دوست میدان جنگ سے نہیں لوٹا، میں اسکو ڈھونڈنے جانا چاہتا ہوں اجازت دیجئے۔ کمانڈر نے کہا: میں تمہیں وہاں جانے کی اجازت ہر گز نہیں دے سکتا۔ کمانڈر نے اپنی بات میں اضافہ کرتے ہوئے کہا کہ میں تمہیں اپنی زندگی کو کسی ایسے شخص کی وجہ سے خطرے میں ڈالنے کی اجازت نہیں دے سکتا جس کے بارے میں قوی احتمال ہے کہ وہ مارا جا چکا ہے۔ کمانڈر کی بات اپنی جگہ درست تھی مگر سپاہی اس سے ناتو قائل ہوا اور نہ ہی اس نے کوئی اہمیت دی کہ اس کا میدان جنگ میں جانا اس کی اپنی زندگی کے لیے خطرناک ہو سکتا ہے، وہاں سے بھاگ کر سیدھا میدان جنگ میں پہنچ گیا، جہاں گھمسان کارن پڑا ہوا تھا۔

گھنٹے بھر کے بعد زخموں سے چور لڑکھڑاتا ہوا، کاندھے پر دوست کی لاش اٹھائے آتا دکھائی دیا تو کمانڈر نے بھاگ کر اس کے کندھے سے لاش اتاری، اسے سہارا دے کر زمین پر بٹھایا، اور تاسف کرتے ہوئے کہا: میں نے تمہیں کہا تو تھا کہ اپنی زندگی کو خطرے میں ڈال کر محض ایک لاش کو تلاش کرنے جانا اس وقت ہرگز دانائی نہیں ہوگی مگر تم نے میری بات نہیں مانی اور دیکھ لو اپنا یہ حشر کروا کے لوٹے ہو۔ سپاہی نے کراہتے ہوئے مختصر کہا: نہیں جناب، جب میں اپنے دوست کے پاس پہنچا تو وہ ابھی بقید حیات تھا۔ اس نے مجھے دیکھتے ہی کہا تھا: مجھے پورا یقین تھا کہ تم مجھے یوں تنہا مرنے کے لیے نہیں چھوڑو گے، سپاہی نے لڑکھڑاتی ہوئی زبان کے ساتھ اپنی بات پوری کرتے ہوئے کہا: میں نے اپنی دوست کی آنکھوں میں اپنی مردانگی پر ناز اور دوستی سے وفا کرنا پڑھا تھا جو میرے لئے کافی ہے۔

شکایت کیسے درج کرائی جائے!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو اطلاع دی جاتی ہے کہ ماہنامہ بنات اہلسنت ہر انگریزی ماہ کی 2 تاریخ تک آپ کی طرف روانہ کر دیا جاتا ہے۔ کبھی آپ تک پہنچنے میں تاخیر ہو جائے یا بالکل ہی نہ مل پائے تو آپ ہمیں اپنی شکایت درج کرائیں ان شاء اللہ آپ کی شکایت کا ازالہ کیا جائے گا۔ (ادارہ)

طریقہ: نام۔۔۔۔۔ رسید نمبر۔۔۔۔۔ خریداری نمبر۔۔۔۔۔ ایجنسی نمبر۔۔۔۔۔ ایڈریس۔۔۔۔۔
تعداد رسالہ۔۔۔۔۔ بابت ماہ۔۔۔۔۔ کار سالہ نہیں ملا۔

وضاحت:

[رسید نمبر] جب آپ نے رسالہ بک کرایا تھا اور رقم ادا کی تھی تو آپ کو دفتر کی جانب سے ایک رسید دی جاتی ہے۔ جس پر آپ کا نام اور علاقہ وغیرہ لکھا ہوا ہوتا ہے۔
[خریداری نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو رسالہ بھیجتا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ خریداری نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔
[ایجنسی نمبر] سے مراد یہ ہے کہ جب آپ کو زیادہ تعداد میں رسالہ بھیجا جاتا ہے تو آپ کے نام اور ایڈریس کے ساتھ ایجنسی نمبر لکھا ہوا ہوتا ہے۔

مثلاً: محمد عبداللہ، رسید نمبر 234، خریداری 456، مکان نمبر 32، رانا اسٹریٹ،
ڈاکخانہ حویلیاں، ہری پور، عدد 1، مارچ 2014۔

ہمیں خط لکھیں یا میج کریں اور ای میل بھی کر سکتے ہیں۔

خط لکھنے کے لیے: دفتر رسائل و جرائد مرکز اہل سنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا

ای میل ایڈریس: mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے: 03326311808

رقم بھیجنے کا طریقہ کار!!

تمام خریدار اور ایجنسی ہولڈرز کو ادارے کی جانب سے گزارش کی جاتی ہے کہ آپ کو ہر ماہ تسلسل کے ساتھ مطلوبہ رسائل بھیجے جا رہے ہیں۔ آپ کی سہولت کو مد نظر رکھتے ہوئے ادارہ نے آپ کی طرف سے ادا شدہ رقم کو یقینی بنانے کے لیے ہدایات جاری کی ہیں۔

(ادارہ)

بذریعہ منی آرڈر:

دفتر رسائل و جرائد [ماہنامہ بنات اہل سنت] مرکز اہل سنت والجماعت 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: منی آرڈر سلپ پر اپنا نام مکمل پتہ اور فون نمبر لکھنے کے ساتھ مطلوبہ رسالے کا نام ضرور لکھیں اور اگر نیا رسالہ جاری کرانا ہے تو ساتھ بریکٹ میں (جدید) لکھیں اور اگر سابقہ بل ادا کرنا ہے تو بریکٹ میں (تجدید) اور اپنا خریداری نمبر لکھیں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ:

میزان بینک سرگودھا نام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا S.M.S یا ای میل ✉ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

ای میل ایڈریس:

mag@ahnafmedia.com

میج کرنے کے لیے:

03326311808

[بناتِ اہلسنت کے مستقل ممبر بننے دوستوں کے نام بناتِ اہلسنت سبسکریپشن کیجیے]

ممبر شپ کا طریقہ

نام:..... ولدیت:.....

رابطہ نمبر:..... ای میل:.....

بینک ڈرافٹ یا منی آرڈر نمبر (لازمی):.....

بینک کا نام:..... رقم جمع کرانے کی تاریخ:.....

مکمل ایڈریس:.....

مکان / فلیٹ / دکان / دفتر نمبر، ڈاکخانہ، تحصیل، ضلع اور صوبہ واضح لکھیں:

نوٹ: فارم کسی بھی سادہ کاغذ پر فل آپ کر کے سرکولیشن مینیجر بناتِ اہلسنت کے نام درج ذیل پتے پر ارسال کریں۔ یا بینک ڈرافٹ نمبر اور مکمل پتہ فون پر لکھوا دیں۔

پتہ: دفتر رسائل و جرائد (بناتِ اہلسنت) مرکز اہل السنۃ والجماعۃ 87 جنوبی سرگودھا۔

نوٹ: رقم کی ادائیگی بذریعہ منی آرڈر درج بالا پتے پر کریں۔

بذریعہ بینک ڈرافٹ: میزبان بینک سرگودھا بنام محمد الیاس 140103600000900

نوٹ: اپنا مکمل نام و پتہ، بینک ڈرافٹ نمبر لازمی ہمیں ارسال کریں اور بذریعہ فون یا

S.M.S یا ای میل ☒ ہمیں اس کی اطلاع دیں۔

مضامین بھیجنے اور شکایات کے لیے: mag@ahnafmedia.com

فون ☎: 03326311808

ماہنامہ بنات الہدٰی ملنے کے پتے

فون نمبرز	علاقہ	ایجنسی ہولڈرز
03342028787	کراچی	دارالایمان
03003564987	احمد پور سیال	مولانا محمد ارشد ندیم
03136969193	اوکاڑہ	مولانا محمد دلاور
03008091899	قصور	مولانا عبد اللہ قمر
03212374824	حافظ آباد	مولانا عبد اللہ شہزاد
03132317090	آزاد کشمیر	مولانا قاضی نوید حنیف
03153759031	فیصل آباد، لاہور	مولانا خالد زبیر
03335912502	چکوال	مولانا خالد زبیر
03363725900	واں بھچراں	ضیاء الرحمن
03084552004	ننکانہ صاحب	حبیب الرحمن نقشبندی
0331-6704041	ڈیرہ غازی خان	محمد کلیم اللہ
03023501755	مانسہرہ	قاضی اسرائیل گڑگی
03219192406	پشاور	طارق حسین
03067800751	سرگودھا	مولانا امان اللہ
03336228425	کبیر والا	مولانا محمد اختر
03343682508	ڈیرہ اسماعیل خان	ذوالقرنین

نوٹ: ایجنسی بک کروانے کے لیے رابطہ کریں: 03326311808



مرکز اہل السنّت والجماعت

زیر سرپرستی

محمد الیاس گھمن

ایک ادارہ، ایک تحریک

شعبہ جات

شعبہ حفظ القرآن الکریم

ایک سالہ تخصص فی التحقیق والدعوة (برائے فضلاء کرام) ماہ شوال تا ماہ شعبان

پندرہ روزہ دورہ تحقیق المسائل (برائے طلبہ عظام) ماہ شعبان

تین روزہ تحقیق المسائل کورس (برائے عوام الناس)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات شام تا اتوار صبح ۱۰ بجے

ماہانہ مجلس واصلاحی بیان (برائے مریدین وساکنین)

ہر انگریزی ماہ کی پہلی جمعرات مغرب تا عشاء

قافلہ حق (سہ ماہی) - فقیہ (ماہنامہ) - بنات اہل السنّت (ماہنامہ برائے خواتین)

مکتبہ اہل السنّت والجماعت

(فکری و نظریاتی کتب، پوسٹرز، آڈیو کیسٹس اور سی ڈیز کی ترسیل کیلئے)

مرکز اصلاح النساء (خواتین اور بچیوں کی دینی تعلیم اور اخلاقی تربیت کا ادارہ)

احناف میڈیا سروس www.ahnafmedia.com

(پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا میں اسلامک کلچر کے فروغ کیلئے)

احناف ٹرسٹ (مندرجہ بالا تمام شعبہ جات میں مالی معاونت کیلئے)

ان تمام شعبہ جات میں مرکز کے ساتھ زکوٰۃ، عشر صدقات کی مدد میں تعاون فرمائیں

محمد الیاس

بنام

اکاؤنٹ نمبر

1401-03600000900

میزان بینک سرگودھا

خط و کتابت مرکز اہل السنّت والجماعت، 87 جنوبی لاہور روڈ سرگودھا

E-mail: markazhanfi@gmail.com 0346-7357394 - 048-3881487